

Vol. I.
No. 4



| | |
|-----------|---|
| LIBRARY. | |
| Acc. No. | 1 |
| Class No. | |
| Book No. | |

Forwards,
5th March, 1953

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

| | PAGE |
|--|---------|
| Starred Questions and Answers | 99-106 |
| Unstarred Questions and Answers | 107-110 |
| Business of the House | 110-111 |
| Discussion on Motion for presenting Address of Thanks to the Rajpramukh | 111-171 |

Price: Eight Annas

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

THURSDAY THE 5TH MARCH, 1953

The House met at Two of the Clock

*[Mr. Speaker in the Chair]

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker : Let us take up questions. Shri M. Buchiah.

Expenditure Towards A.I.C.C. Sessions

*7 (9) *Shri M. Buchiah* (Sirpur) : Will the hon. the Minister for Finance be pleased to state :

(a) whether the Government incurred any expenditure towards the A.I.C.C. Session held in January, 1953 ?

(b) if so, how much and under what heads ?

The Minister for Finance and Statistics (Dr. G. S. Melkote):

(a) Yes.

(b) The Government of Hyderabad have sanctioned O.S. Rs. 40,000 for incidental expenditure connected with conservancy arrangements in view of the large concourse of people and O.S. Rs. 1,75,000 for the Police bandobast. These amounts were no doubt incidental to the holding of the Congress Session in Hyderabad, but these were the functions which the Government of Hyderabad have to discharge on all such occasions when a large number of people assemble.

Shri V. D. Deshpande (Ippaguda) : May I know on what previous occasions such expenses were met by the Government ?

Dr. G. S. Melkote : I require, notice, Sir.

Shri M. Buchiah : What is the quantity of the police force supplied to Nanalnagar ?

Dr. G. S. Melkote : Hon. the Minister for Home will be able to reply this question.

Shri V. D. Deshpande : What are the details of expenditure for the forty thousand rupees ?

Dr. G. S. Melkote : It was a grant given to the Municipalities and they spent the money on conservation arrangements.

Shri M. Buchiah : Is it not a fact that the Education Department supplied some furniture ?

Dr. G. S. Melkote : It is possible ; I am not aware of it.

شری سی۔ ایچ۔ وینکٹ رامارائو (کرم نگر) - بی۔ ڈبلیو۔ ڈی الیکٹریسیٹی ڈپارٹمنٹ کی طرف سے کہا کوئی گرانٹس منظور نہیں کی گئی تھی ؟

Dr. G. S. Melkote : I am not aware of it.

T. A. To Ministers

*8 (56) *Shri Ch. Venkatram Rao :* Will the hon. Minister for Finance be pleased to state :

(a) the total amount of T. A. paid to the Ministers during 1952 ?

(b) the total amount of T. A. paid to the Gazetted Officers of the State during 1952 ?

Dr. G. S. Melkote : (a) The total T. A. charges drawn by the Ministers during 1952 were as follows :—

| | | | | |
|--|----|----|----------|-------------|
| 1. Chief Minister | .. | .. | O.S. Rs. | 5,950- 7-10 |
| | | | I.G. Rs. | 1,871-13- 8 |
| 2. Minister, Excise, Customs & Forests | .. | .. | O.S. Rs. | 1,977- 9- 0 |
| | | | I.G. Rs. | 669-13- 6 |
| 3. Minister, Supply & Agriculture | | | O.S. Rs. | 7,123-12- 5 |
| 4. Minister, Health & Education | | | O.S. Rs. | 3,524- 3- 0 |
| 5. Minister, C. & I. | .. | .. | O.S. Rs. | 998-12- 0 |
| 6. Minister, Labour & Rehabilitation. | | | O.S. Rs. | 2,565- 8- 0 |
| 7. Minister, Finance | .. | .. | I.G. Rs. | 3,185-10- 0 |
| 8. Minister, Home | .. | .. | O.S. Rs. | 921-11- 0 |
| | | | I.G. Rs. | 1,916-11- 0 |

| | | | |
|-----------------------------------|----------|--------|-------|
| 9. Minister, Rural Reconstruction | O.S. Rs. | 4,085- | 0-10 |
| 10. Minister, Local Government .. | O.S. Rs. | 5,040- | 4- 0 |
| 11. Minister, Law | O.S. Rs. | 1,711- | 3- 0 |
| | I.G. Rs. | 211- | 0- 0 |
| 12. Minister, P.W.D. | O.S. Rs. | 2,679- | 9- 6 |
| 13. Minister, Social Service .. | O.S. Rs. | 3,822- | 14- 0 |
| | I.G. Rs. | 727- | 7- 0 |

(b) The T. A. charges of Non-gazetted officers & Gazetted officers are booked under one head. As such it is not possible to show the expenditure on Gazetted Officers separately.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ ہر ایک منسٹر کو ٹی۔ اے۔ کتنا منظور تھا اور انہوں نے اس میں سے کتنا کم یا زیادہ خرچ کیا ؟

Dr. G. S. Melkote : Except the Chief Minister, who, I think, was allowed about 11 or 12 thousand rupees, the other Ministers are allowed 9 thousand rupees. Hon. Members may see from the figures just now read out that everyone of the Ministers has tried to save.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ یہ ٹی۔ اے۔ انہوں نے کتنے بریڈ (Period) میں خرچ کیا ؟

Dr. G. S. Melkote : This expenditure is for about eleven months.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کیا یہ صحیح ہے کہ چند منسٹروں کا ٹی۔ اے۔ پہلے پانچ سات مہینے میں ہی خرچ ہو گیا ؟

Dr. G. S. Melkote : We felt that it was possibly spent, but it is not a fact.

شری کے۔ وینکٹ رامارائو۔ ٹی۔ اے۔ جو دیا گیا ہے وہ آئی۔ جی۔ اور او۔ ایس۔ ان دونوں کرنسیوں میں دیا گیا اس کی کیا وجہ ہے ؟

Dr. G. S. Melkote : Expenses of tours to Bombay, Delhi, etc., are always given in I. G. and expenses incurred in local tours are given in O.S.

شری ایم۔ پچیا۔ کیا اس کے علاوہ ان کے نام پر اور کوئی اڈوانس بھی ہیں ؟

Dr. G. S. Melkote : No. This is all the amount spent towards T. A.

Hutti Gold Mines

*9 (57) *Shri Ch. Venkatram Rao* : Will the hon. the Minister for Finance be pleased to state :

(a) whether there is any contract between the Hutti Gold Mines Company and their Management ?

(b) the terms of the contract, if any ?

Dr. G. S. Melkote : Mr. Speaker, Sir, this is a matter concerning a joint stock company and not a part of the Government. As such I am not in a position to furnish the required information.

Repairs to Breached Tanks

*10 (10) *Shri M. Buchiah* : Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state :

(a) the number of breached tanks for which the amounts for repairs have been sanctioned during the years 1950-53 ?

(b) the cases where the work on repairs has not started ?

(c) the cause for delay ?

پی۔ ڈبلیو۔ اینڈ پبلک هلث منسٹر (شری مہدی نواز جنگ) - پہلا سوال یہ ہے کہ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۳ء تک شکست تالابوں کے لئے کتنی رقم منظور کی گئی تھی؟ جواب یہ ہے کہ سنہ ۱۹۵۰ء سے فروری سنہ ۱۹۵۳ء تک ۲ ہزار چار سو اٹھائیس تالابوں کی مرمت کی منظوری دی گئی۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ایسے تالاب جہاں پر کام شروع نہیں کیا گیا ان کی تعداد کیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ ۱۹۵۳ء تک شکست تالابوں کے مرمت کی منظوری ہوئی تھی جو تکمیل تک پہنچ چکی ہے۔ خاص پروگرام کے تحت محبوب نگر ضلع میں ۵۲۵ تالابوں میں مرمت ہوئی ہے۔ جن میں ۱۹۵۳ء تالابوں کو ہاتھ میں لیا گیا تھا ان سب کا کام ہو چکا ہے۔ اور چند تالاب ایسے ہیں جن کا کام پورا نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کتہ داروں نے نرخ میں اضافہ مانگا ہے اور کہیں پر یہ بھی ہوا ہے کہ ان کے ڈرائٹس وغیرہ میں بھی تبدیلی کرنی پڑی ہے۔ یہ صورت حال ہے۔ چند تالاب ایسے ہیں جن کا کام مزید تصفیہ کی وجہ سے ہاتھ میں نہیں لیا جاسکا۔

شری اننت ریڈی - کتہ دار جو ریٹ (Rate) طلب کر رہے ہیں اس میں اور گورنمنٹ کے ریٹ میں کیا فرق ہے؟

شری مہدی نواز جنگ - مجھے وہ معلوم نہیں۔ مجھے اس بارے میں درناف کرنا پڑیگا۔

شری ایم۔ پچیا۔ آپ نے بتایا کہ کچھ جگہوں پر جتنا ریٹ ہونا چاہئے تھا اس سے زیادہ ریٹ مانگے جانیکے وجہ سے کام نہیں کیا جاسکا۔ مقاسی لوگ یا ہنچائٹوں کی طرف سے اگر گورنمنٹ کے ریٹ پر ٹھیکہ مانگا گیا تو کیا حکومت ٹھیکہ دینے کے لئے تیار ہے؟

شری مہدی نواز جنگ - خوسے کے ساتھ۔ ہنچائٹ گاؤں والوں یا دیہات کے لوگوں کی طرف سے اگر ٹھیکہ مانگا جائے تو حکومت دینے کے لئے تیار ہے۔

شری ایم۔ پچیا۔ عادل آباد ضلع سے اس قسم کی درخواستیں بیش کی گئیں تھیں۔ کیا آپ کو اس کے بارے میں معلومات ہیں؟

شری مہدی نواز جنگ - مجھے معلوم نہیں ہے۔

شری ایم۔ پچیا۔ کیا آپ اس بارے میں جانکاری حاصل کریں گے؟

شری مہدی نواز جنگ - ہاں ضرور حاصل کرونگا۔

شری نارائن راؤ نرسنگ راؤ - مرمت شدہ تالابوں میں ناندیڑ ضلع میں کتنے تالاب ہیں؟

شری مہدی نواز جنگ - ناندیڑ میں ۱۶ تالاب ہیں۔

Repairs to Purana Pool

*11 (51) *Shrimati S. Laxmi Bai (Banswada)*: Will the hon: Minister for Public Works be pleased to state:

The reasons for not repairing the Purana Pool (Old Bridge) so far in spite of the great inconvenience caused to vehicular traffic since long?

شری مہدی نواز جنگ - یہ ہل بہت پرانا ہو گیا تھا یہ بات صحیح ہے۔ اس ہل کی ابھی تک مرمت نہیں ہوئی ہے۔ یہ بھی بات صحیح ہے کہ یہ کام تو بلدیہ کا ہے۔ یہ کام تعمیرات کا نہیں ہے۔ لیکن جب یہ دیکھا گیا کہ کارپوریشن اسکو پورا کرنیکے قابل نہیں ہے تو گورنمنٹ نے اس بات پر غور کیا کہ اسکو تعمیرات کی طرف سے شروع کیا جائے۔ لیکن اس میں سوال یہ ہے کہ اس کے لئے خاص مشنری کی ضرورت ہے اور وہ مشنری بمبئی میں صرف ایک کمپنی کے پاس ہے اور اسکی قیمت بھی زیادہ ہے۔ یہاں بھی ایک کمپنی نے اپنے ٹرس دئے ہیں۔ جس کمپنی کے ٹرس کم ہونگے اسکو گورنمنٹ ٹھیکہ دیگی۔ اسکی مرمت کیلئے جو خرچ ہوگا اسکا اندازہ ۵ لاکھ روپیے کا ہے۔ اسلئے اب سوال یہ ہے کہ نیا ہل بنایا جائے یا پرانے ہی کو درست کیا جائے۔ نئے ہل کیلئے ۱۲ لاکھ روپیے لگینگے۔ اس کے بارے میں کارروائی چل رہی ہے۔

شریمتی لکشمی بائی - بہ کارروائی کب تک ختم ہوگی ؟

شری مہدی نواز جنگ - یہ کہنا مشکل ہے - دوچار سہینے میں طے ہونیکے ابدہ ہے -

شریمتی لکشمی بائی - کبا آپ بنلا سکے ہیں کہ پل نہ بننے سے لوگوں کو کتنی تکلیف ہوتی ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ - بات یہ ہے کہ پل پر زیادہ ٹرافک نہیں ہے اور جو بھی ٹرافک ہے وہ سائیکل پیل گاڑی وغیرہ کی ہے - اس پر موٹر کی زیادہ ٹرافک نہیں ہے -

Growth of Weeds in Musi River

*12 (52) *Shrimati S. Laxmi Bai* : Will the hon. the Minister for Public Works be pleased to state :

(a) whether the Government are aware that unchecked growth of weeds in the Musi River bed in the Hyderabad City is a positive danger to the health of the residents in the vicinity ?

(b) if so, what action do the Government intend taking in the matter ?

شری مہدی نواز جنگ - موسی ندی میں پیل پھیلنے کا جو معاملہ ہے وہ ایک بلا ہی ہے - ہیلتھ ڈپارٹمنٹ اسکی طرف توجہ دے رہا ہے کہ اسکو جلد صاف کیا جائے - یہ ایک ایسی بلا ہے جو رکنے نہیں پاتی -

شریمتی یس - لکشمی بائی - لوگوں کو اس سے کتنی تکلیف ہوتی ہے - کیا گورنمنٹ یہ نہیں چاہتی کہ اس کے پاس رہنے والے سکھ سے رہیں ؟

مسٹر اسپیکر - جواب تو دیا گیا ہے کہ گورنمنٹ محسوس کرتی ہے کہ لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے -

شریمتی یس - لکشمی بائی - لیکن اگر یہی کام پہلے کیا جاتا تو ۱۰۰ یا ۲۰۰ روپے میں ہو جاتا - لیکن اب اسکو صاف کرنے میں بہت زیادہ روپیہ لگیگا - دوسری بات یہ ہے کہ اب اس میں پانی کا بوند بھی نہیں ہے اور گندگی بڑھتے چلی جا رہی ہے -

Employment at Nanalnagar

*13(55) *Shri Ch. Venkatram Rao* : Will the hon. the Minister for Public Works be pleased to state :

(a) whether the P. W. D. gang workers were employed at Nanalnagar township temporarily constructed near

Golconda to work day and night, during December, 1952 and January, 1953 ?

(b) the justification for such employment ?

(c) whether there was any agreement between the Congress Party and the Department concerned in regard to remuneration to these workers ?

شری مہدی نواز جنگ - نانل نگر کے کام پر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی گبانگ کے مزدوروں کو نہیں رکھا گیا تھا۔ لیکن وہاں کے گیانگ میں جو کام کرنے والے تھے انکو وہاں کی سڑکوں کی مرمت کیلئے رکھا گیا تھا۔ اور سڑکوں کو ٹھیک رکھنے کیلئے ایسا کرنا ضروری بھی تھا۔ کانگریس پارٹی اور پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے درمیان کوئی سمجھوتہ معاوضہ کے متعلق نہیں ہوا تھا۔

شری سی۔ ایچ۔ وینکٹ رام راؤ۔ نانل نگر میں جو مزدور سڑکوں پر کام کر رہے تھے انکو اندر کام کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے ؟ اور اسکے بارے میں کیا کوئی میمورنڈم بھیجا گیا تھا ؟

شری مہدی نواز جنگ - ایسا نہیں ہوا ہے۔
شری سی۔ ایچ۔ وینکٹ رام راؤ۔ کسٹا سیکشن افسر کے پاس اسکے بارے میں ایک درخواست دی گئی تھی اور جس دن یہ درخواست دی گئی اسی دن کیا ۱۸ گبانگ ورکرس کو ۴ دن کی غیر حاضری میں نہیں ڈالا گیا ؟

شری مہدی نواز جنگ - میں اس سے واقف نہیں ہوں۔ اسکے بارے میں دریافت کرونگا۔

شری وی۔ ڈی۔ ڈیشپانڈے - کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ کانگریس سنسن کے دوران میں پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے افسروں کو فلاں فلاں کام ہے وہ کیا جائے اس طرح کے احکام دئے گئے تھے ؟

شری مہدی نواز جنگ - پی۔ ڈبلیو۔ ڈی محکمہ کی اجازت سے ٹاؤن پلاننگ کے کام میں اسٹاف نے حصہ لیا ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ ڈیشپانڈے - اس طرح کا پرائیوٹ کام کرنے کے لئے اسٹاف کو اجازت کیسے دی گئی ؟

شری مہدی نواز جنگ - یہ کام اس قدر عظیم الشان تھا اور اتنے بڑے پیمانے پر ہو رہا تھا کہ اگر انجنیر اس میں مدد نہ کرتے تو یہ افسوس کی بات ہوتی۔

شری وی۔ ڈی۔ ڈیشپانڈے - کیا آپ اس کو سرکاری پیسہ سرکاری آفیسر اور سرکاری انرجی (Energy) کا غلط استعمال نہیں سمجھتے ؟

شری مہدی نواز جننگ - نہ کام کسی بولیٹیکل پارٹی کو پینس نظر رکھتے ہوئے نہیں کیا گیا بلکہ نہ دیکھتے ہوئے کد سرکاری کام کر سادہ کرنے بغیر ایک بڑا کام انجام دیا جاسکتا ہے ان کام کی انجام دہی میں کوئی ماحول محسوس نہیں کی گئی۔ اور اس اسکا یفین دلانا ہوں کہ اگر ایسا ہی کوئی بہ بڑا کام کہ بیونسٹ پارٹی کی جانب سے انجام پائے تو اس میں بھی ضرور مدد کی جائیگی۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا آئریبل منسٹر حکومت کی طرف سے جاری کئے ہوئے اس سرکہ لہر (Circular) کو وائس لے لینگے جس میں سرکاری ملازمین کو یہ ہدایاں کی گئی ہے کہ وہ بولیٹیکل پارٹیز کے کاموں میں حصہ نہیں لے سکتے؟

شری مہدی نواز جننگ - اس سرکیولر کا مسما جہاں تک میں سمجھتا ہوں نہ ہے کہ سرکاری ملازمین سیاسی مسائل اور سیاسی مباحث میں حصہ لیں یا بولیٹیکل پارٹیز کی طرفداروں کی طرف سے یا ان کی کوئی ذمہ داری قبول کریں تو نہ قابل اعتراض بات ہے۔ چنانچہ خود میرے دفتر کے کسی عہدہ دار نے کانگریس سن میں شرکت نہیں کی۔ جب یہ سوال پیدا ہوا تو انہیں روکا گیا کیونکہ اس کی اجازت نہیں ہے صرف ایک عہدہ دار نے اپنے فن سے فائدہ پہنچایا ہے اور سوشل سروس کے طور پر یہ کام کیا گیا اور اسے ملحوظ رکھا گیا کہ گورنمنٹ کا کام کسی طرح متاثر نہ ہو۔

شری گنپت راؤ واگھمارے - کیا گیانگ من سے سڑکوں کے کنارے جھاڑ لگانے کا کام بھی لیا جاتا ہے؟

شری مہدی نواز جننگ - کام کرنے کیلئے کرنی رکاوٹ نہیں ہے۔ جو بھی کام ہو اسے کرنا چاہئے۔

شری گنپت راؤ واگھمارے - کیا اسکی وجہ سے گیانگ من پر بار نہیں پڑا؟

شری مہدی نواز جننگ - یہ خیال غلط ہے۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ - اس طرح گیانگ من سے جو کام اوور ٹائم (Overtime) لیا گیا کیا اس کے لئے انہیں کوئی معاوضہ دیا گیا؟

شری مہدی نواز جننگ - اگر اوور ٹائم کام لیا گیا ہے تو اس کے ویجس (Wages) بھی دئے گئے ہونگے۔ اس لئے کہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں گیانگ کے مزدور کوئی زیادہ کام بلا معاوضہ فبرل کرنے کیلئے تیار نہیں ہونگے۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ - میں نے خود دیکھا ہے کہ ان سے اوور ٹائم کام لیا گیا ہے۔

مسٹر اسپیکر - خیر انہوں نے کہہ دیا ہے۔

The Member will give notice and the Minister will make enquiries.

Unstarred Questions and Answers

Receipts of Revenue and Expenditure

2 (8) *Shri G. Hanumanth Rao* (Mulug) : Will the hon. the Minister for Finance be pleased to state :

The Taluq-wise total receipts of revenue and expenditure in the State ?

Dr. G. S. Melkote : As the information required is not readily available in the Finance Department, it has been called from the districts and will be placed before the House in due course.

Income and Expenditure

3 (9) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Minister for Finance be pleased to state :

The Taluq-wise income and expenditure on the following heads.

1. Land Revenue
2. Excise
3. Forests.

Dr. G. S. Melkote : As the information required is not readily available in the Finance Department, it has been called from the districts and will be placed before the House in due course :

4 (10) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Minister for Finance be pleased to state :

The district-wise income and expenditure on the following heads :

1. Land Revenue 2. Excise 3. Forest 4. Irrigation
5. Police 6. Education 7. Income-Tax 8. Sales Tax 9. Other Taxes & Duties 10. Stamps 11. Registration 12. Motor Vehicles 13. Interests 14. Justice 15. Jails 16. Medical 17. Public Health and Veterinary 18. Co-operation 19. Industries 20. Civil Works 21. Electricity 22. Famine relief 23. General Administration 24. Miscellaneous heads.

Dr. G. S. Melkote: As the information required is not readily available in the Finance Department, it has been called from the districts and will be placed before the House in due course.

Schools

5 (6) *Shri G. Hanumanth Rao*: Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state:

(a) the number of Primary, Middle and High Schools in each taluq?

(b) the number of boys and girls respectively attending each of the variety of schools in each taluq during the years 1949-50, 1950-51 and 1951-52?

(c) the number of teachers employed (1) full time (2) part time in each taluq?

(d) annual expenditure on these schools in each taluq?

(e) the number of aided schools in each taluq and the grant-in-aid given to each of them?

(f) the number of Intermediate and Degree Colleges in each district of the State?

(g) the number of boys and girls respectively studying in each of such Colleges during the years 1949-50, 1950-51 and 1951-52?

Shri Devisingh Chauhan: (a) to (e)—The information has been called for and it will take some time to collect it. It will be laid on the table as soon as it has been collected.

(f) & (g): Information relating to Colleges is given in the statement annexed for the year 1952-53. Information for the previous years is being collected and will be laid on the table as soon as it has been received.

Statement showing the Number of Students, Scholars and Expenditure of the Colleges of the Osmania University.

| District | No. of Students | | | No. of Teachers | | | EXPENDITURE FOR the year 1952-53 | No. of Colleges Intermediate | | Degree |
|---------------------------------|-----------------|-------|--------|-----------------|-----------|-------|----------------------------------|------------------------------|---------|-----------|
| | Men | Women | Total | Full time | Part time | Total | | Govt | Private | |
| 1. Hyderabad City (Constituent) | 8396 | 1200 | 9,596 | 512 | 73 | 585 | 54,44,282 | 4 | .. | 4 (Govt.) |
| 2. Hyderabad City (Affiliated) | 272 | . | 272 | 24 | . | 24 | . | .. | 2 | . |
| 3. Aurangabad (Constituent) | 238 | 3 | 241 | 18 | . | 18 | 1,60,591 | 1 | . | . |
| 4. Aurangabad (Affiliated) | 263 | 16 | 279 | 19 | . | 19 | .. | . | 1 | . |
| 5. Gulbarga (Constituent) | 291 | 5 | 296 | 17 | .. | 17 | 1,63,200 | 1 | . | .. |
| 6. Warangal (Constituent) | 375 | . | 375 | 21 | . | 21 | 1,53,002 | 1 | .. | . |
| 7. Nanded (Affiliated) | 160 | .. | 160 | 11 | . | 11 | . | .. | 1 | . |
| TOTAL | 9,995 | 1,224 | 11,219 | 622 | 73 | 695 | 59,21,075 | 7 | 4 | 4 |

6 (7) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state :

(a) whether the Government have appointed any Committee to conduct research and write books in regional languages and on technical subjects, and,

(b) if so, the names of the members of the Committee?

(c) the number of books published by the Committee including their titles ?

(d) if otherwise, the reasons for not appointing such Committees ?

Shri Devi Singh Chauhan : (a) The answer is in the negative.

(b) The question does not arise.

(c) Does not arise.

(d) The Government has not so far considered it necessary to do so.

Business of the House

Mr. Speaker : I want to bring one fact to the notice of the House. My office has received a letter to-day from the Secretary, Railway Local Advisory Committee, Secunderabad, stating that the vacancy caused by Mr. Lakshminivas Ganerival's election to Hyderabad Legislative Assembly having been declared void, need not be filled in for the time being.

اس لیٹر کے ذریعہ یہ لکھا گیا ہے کہ اس مخلوعہ جائداد کو نہ بھرا جائے۔ یہ لیٹر

(Nomination Papers) چونکہ پہلے وصول نہیں ہوا تھا اسلئے نامینیشن پیپرس مانگے گئے تھے۔ اب یہ لیٹر آیا ہے اسلئے نامینیشن پیپرس کی ضرورت ناک نہیں رہتی۔

(Advisory Boards) شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ ایڈوائیزری بورڈس پر جو لوگ لائے جاتے ہیں وہ اسٹیٹیوٹری رولس (Statutory Rules) کے تحت منتخب ہوتے ہیں۔ مگر رولس میں کیا ایسا کوئی پراویژن (Provision) ہے کہ اگر کوئی ویکنسی (Vacancy) نکلے تو اسے فل اپ (Fill up) نہ کرنیکا انہیں ادھیکار (अधिकार) ہے ؟ اسکا لیگل پوزیشن (Legal Position) کلیر (Clear) کیا جانا تو بہتر ہوتا۔

Mr. Speaker : The next item is : 'Presentation of the Report of the Committee on Petitions.'

Shri Pampangowda (Manvi) : I, the Chairman of the Committee on Petitions beg to present this Report to the House.

(The Report was laid on the table of the House)

Mr. Speaker : The Report reads thus :

• *Petition No. 1.*

The subject matter is 'the withdrawal of food subsidies by the Central Government to various States thereby causing a rise in the level of food prices.'

This petition is signed by nine persons and is in conformity with the Rules.

The Committee decided that a summary of this petition may be circulated among all the members.

Petition No. 2.

The subject matter is 'granting of Patta of 117 acres of land, which were given on lease to the Harijans of Gaganpahad village, Hyderabad West taluq, Hyderabad district to Shri Madhusudan Rao, nephew of the Chief Minister.'

This petition is signed by 29 persons and is in conformity with the Rules.

The Committee decided that this petition may be circulated among all the members.

اس بارے میں رول (۲۱۲) ہے - جس طرح کہ رپورٹ میں کہا گیا ہے - اسے سرکولیٹ کروایا جائیگا -

**Discussion on the Motion, for presenting the Address
of Thanks to the Rajpramukh**

Mr. Speaker : The next item is : Discussion on the motion moved by Shri Sripadrao Nevasekar on 2nd March, 1953.

Now the point is there are about 29 amendments to be moved. I would like to know whether the House wants to

have first general discussion on the Motion or after moving the amendments. The Rules are not quite clear on the point.

Rule 13 reads as follows :

‘After the Rajpramukh has delivered the address, a motion may be made by any member of the Assembly that an address be presented to the Rajpramukh expressing thanks of the Assembly for his address.’

Rule 14 :

(1) The motion shall be taken into consideration on a subsequent day or days to be appointed by the Speaker for the purpose and the Assembly may then discuss generally the matters referred to in the address.

(2) Amendments may be moved to the motion by way of additions at the end of the motion for raising questions of public policy.

اس میں یہ نہیں ہے کہ (The amendments may then be moved) کیا ہاؤس نہ مناسب سمجھتا ہے کہ پہلے امینڈمنٹ موو ہو جائیں اور موشن اور امینڈمنٹس دونوں پر ایک ساتھ ڈسکشن ہو ؟ ورنہ یہ ہوگا کہ اگر موشن پر ہی زیادہ وقت لے لیا جائے تو جو امینڈمنٹس پیش ہوئے ہیں ان کے لئے وقت نہیں رہے گا .. ہاؤس اس پر ۲۹ امینڈمنٹس ہیں ۔ اگر ہر امینڈمنٹ کیلئے دو دو یا ایک ایک ہی منٹ بڑھنے کیلئے رکھا جائے تو کم از کم تقریباً ایک گھنٹہ لگ جائیگا ۔ اور ظاہر ہے کہ یہ وقت ہمیں کسی نہ کسی موقع پر نکالنا ہی ہوگا ۔ اس سے پہلے یہ ہوا تھا کہ جنرل ڈسکشن پہلے رکھا گیا تھا اور اس کے بعد امینڈمنٹس کیلئے وقت رکھا گیا تھا ۔ لیکن اس وقت یہ ہوا تھا کہ امینڈمنٹس پیش نہیں ہوئے تھے ۔ اگر اس وقت بھی چند امینڈمنٹس پیش نہ ہوں تو یہ وقت کافی ہو سکتا ہے لیکن سب ہی امینڈمنٹس موو (Move) ہونے والے ہیں ۔

شری وی۔ ڈی۔ دشیپانڈے - میرا خیال ہے کہ جنرل ڈسکشن کے بعد ممکن ہے کچھ امینڈمنٹس نہ لائے جائیں ۔

Mr. Speaker : Let us hope so.

تو پھر جنرل ڈسکشن ہوگا ۔ جنرل ڈسکشن کیلئے وقت کا بھی تعین ہو تو مناسب ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ہر ممبر کو زیادہ سے زیادہ ۱۰ تا ۱۵ منٹ لینا چاہئے ۔ ہوتا یہ ہے کہ ایک دو ممبرس ہی بہت زیادہ وقت لے لیتے ہیں ۔ اور بقیہ ممبرس کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ انہیں کافی وقت نہیں دیا گیا ۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ ساڑھے چار تک

ہم جنرل ڈسکشن ختم کر لینے اسکے بعد امینڈمنٹس موکئے جائینگے - اور پھر ان پر ڈسکشن ہوگا -

شری وی۔ ڈی۔ دتھپانڈے - مسٹر اسپیکر سر - اس ہاؤس کے سامنے پہلی مرتبہ جب حکومت کی پالیسی راج پر مکھ کے اڈریس (Address) کی صورت میں آئی تھی تو اس وقت میں نے اپنے خیالات ظاہر کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ میں ہاؤس میں ایک ان ریل انما سفیر (Unreal atmosphere) پاتا ہوں - اڈریس میں یہ کہا گیا تھا کہ ایک انقلاب کے بعد یہ منتخبہ اسمبلی یہاں جمع ہوئی ہے لیکن پالیسی اسٹیٹمنٹ سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی - اور جب میں یہ پالیسی اسٹیٹمنٹ پڑھتا ہوں تو مجھے اس کا معلوم ہوتا ہے کہ آج کی حکومت کی بارٹی اس اسٹیٹمنٹ سے بھی بہت زیادہ دور گئی ہے۔ جب اسمبلی میں حکومت اپنے پالیسی اسٹیٹمنٹ کا اظہار کرتی ہے تو اس میں اپنے معاشی اور سیاسی پروگرام کو ہاؤس کے سامنے رکھتی ہے - لیکن میں نے اس اڈریس کو پڑھنے کے بعد یہ محسوس کیا ہے کہ موجودہ حکمران پارٹی کے پاس کوئی سیاسی پروگرام باقی ہی نہیں رہا ہے - ہم جانتے ہیں کہ گذشتہ زمانہ میں اہم واقعات ہوئے ہیں - بٹی سری راملو کے دیہانت () کے بعد ہمارے ہی بازو میں ایک آندھرا ریاست قائم ہونے والی ہے - اور حیدرآباد میں بھی تمام لوگ یہ چاہتے ہیں کہ لسانی بنیادوں پر صوبے بنائے جائیں - اتنا ہی نہیں بلکہ حال ہی میں کانگریس کے سالانہ اجلاس میں رسیشن کمیٹی (Reception Committee) نے یہ کہا ہے کہ

.....“As Hyderabad State is constituted of three linguistic areas its future is linked up with the impending linguistic provinces and it assumes national significance. The artificial barriers will have to disappear some day or other and the Congress will have to solve this problem also though we, the people of Hyderabad, should have a say in this matter.”

اس طرح انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ آندھرا اسٹیٹ کے بارے میں یہ بھی کہا ہے کہ

.....“We on this side of the country have hailed the announcement of the Prime Minister in this connection as a step in the direction which would go to satisfy a formidable section of the people in this country.....”

اس طرح عوام یہ چاہتے ہیں کہ جلد سے جلد جس طرح آندھرا اسٹیٹ قائم ہونے والا ہے اسی طرح وشال آندھرا (विशाल आन्ध्र) سینکٹ مہاراشٹرا

(संयुक्त मद्राष्ट) اور سینکٹ کوناٹک (संयुक्त कर्नाटक) بھی قائم ہونا چاہئے - لیکن حکومت کی طرف سے جو پالیسی اسٹیٹمنٹ آیا ہے اس میں حکومت اس کا ذکر تک کرتا نہیں چاہتی - کیا اس سے ہم یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ اس کا انٹرنل کرائس (Internal crisis) اتنا بڑھ گیا ہے کہ وہ عوام کے

سب سے بڑے سوال کا ذکر کرنا نہیں چاہتی۔ یہی نہیں بلکہ یہ بھی ہوئے والا ہے کہ حیدرآباد کے نالگو اسپیکنگ ایریا (Telugu speaking area) کو آندھرا اسٹیٹ میں ملا لیا جائے تاکہ شمال آندھرا اور سینکٹ مہاراشٹرا پیدا ہو سکیں لیکن آج کی حکومت اس کے خلاف سرکیولر نکالتی ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ابسا کیٹی ساسی پہلو خطبہ میں ہی نہ رہے اور نہ میں اس کو خطبہ میں لانا ہوں۔ اس کے بعد دوسری اہم چیز جس کے متعلق عوام رات دن سوچتے ہیں وہ راج پرمکھ کے ادارہ سے متعلق ہے۔ جس طرح ایگرو سٹک پراونس کے نازے میں کہا گیا اسی طرح آج کا نگریس اردش کمیٹی نے کہا ہے کہ:

“.....We feel that the rulers of the States who had waged wars against the people should not continue any longer as the Rajpramukhs. This institution of the Rajpramukhs is a misnomer in a democratic age. Whatever be the justification for creating this institution in a set of circumstances existing then, when a democratic regime has come into existence on the basis of adult franchise, the continuance of this pattern is rather unwholesome..... Speaking on behalf of ten crores of the people of erstwhile Indian States, I wish to say that the institution of the Rajpramukhs should be done away with at the earliest and in its stead, the institution of the Governor, drawn from those known for their service in the cause of the nation, should come into vogue.....”

اس طرح خیالات کا اظہار کیا جانا ہے لیکن ہاؤس میں جب اسے تمام اہم سرالات آتے ہیں تو یہ عرصہ نہیں کما جاتا کہ عوام کے اس سلسلہ میں کیا خیالات ہیں اور یہ خیال نہیں کیا جاتا کہ ان کے صدر کے خیالات کی ترجمانی کی جائے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ اس خطبہ کے آخر میں جو ذکر ہے وہ اس طرح کا ہے۔

“.....My Government is doing its best to stimulate and accelerate the economic regeneration of the State.....”

یعنی اس میں صرف اکنامک ریجنریشن (Economic regeneration) کے سوا اور کوئی بات ہی نہیں کر سکتی۔ کیا اس کے سوا عوام کی کوئی مانگ ہی نہیں ہے لیکن آج کی حکومت ان مسائل کو محسوس ہی نہیں کر رہی ہے۔ میں اس اڈریس میں اس قسم کی کمی پاتا ہوں۔

اگر آج کی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ وہ عوام کی ترجمانی کر رہی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیوں اس خطبہ میں اسکا ذکر نہیں ہے اور کیوں حکومت ایسے اہم سوالات کو نظر انداز کر رہی ہے؟ جب اس اہم سوال کے سلسلہ میں میں نے کانگریسی ایم ایل ایز سے بات چیت کی تو انہوں نے کہا کہ اگر ایسے پراونس بنائے جائیں تو پانچ سالہ منصوبہ پورا نہ ہوگا۔ لیکن میرا یہ خیال ہے کہ سدرن انڈیا (Southern India) کا ری انٹیگریشن (Re-integration) ہونا چاہئے کیونکہ

وہاں مختلف زبان بولنے والے ہیں اور جس علاقہ میں جو زبان زیادہ بولی جاتی ہے اس کے اعتبار سے صوبے بنائے جائیں تو پانچ سالہ منصوبہ پر بھی اچھی طرح عمل ہوگا۔ جن علاقوں کے متعلق یہ سوچا جا رہا ہے کہ وہاں پنج سالہ منصوبہ پر عمل نہیں ہو رہا اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں زبان کے لحاظ سے نا انصافی کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر حیدر آباد ہی کو لیجئے جس کا ہاؤس میں کئی مرتبہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ تلنگانہ میں جتنے پراجکٹس اور اسکیمات لائی گئی اور اس پر جتنا ہسہ خرچ کیا گیا ہے یہاں جننے اسکول کھولے گئے ہیں اور فلاح و بہبود کے کام کئے گئے ہیں اتنے اسکیمات کرناٹک اور مرھٹواڑہ کے علاقوں میں نہیں لائے گئے۔ یہی حال مدراس کا ہے۔ آندھرا کی بہبودی کے کام نہیں کئے گئے۔ اور یہی وہ حالات ہیں جس کی وجہ سے پنج سالہ منصوبہ عمل میں نہیں آسکا ہے کیونکہ اسٹیٹ کے وہ حصے جن پر کافی خرچہ نہیں ہو رہا ہے وہ انتھوزیاسٹیکلی (Enthusiastically) اس میں حصہ نہیں لے رہے ہیں۔ اس وجہ سے بھی یہ ضروری ہے کہ لسانی لحاظ سے صوبہ بنائے جائیں لیکن جو وسٹڈ انٹریسٹس (Vested interests) ہیں وہ نہیں چاہتے کہ لسانی صوبے بنائے جائیں۔ میں ادباً یہ عرض کرونگا کہ لسانی صوبوں کی تشکیل سے فڈرل اسٹرکچر (Federal structure) پر کوئی اثر نہیں پڑیگا بلکہ اس سے یہ ہوگا کہ ایک علاقہ میں جو زبان زیادہ سے زیادہ بولی جاتی ہے وہاں کے رہنے والوں کو بھولنے بھلنے کا موقع ملیگا۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر ہم حقیقت میں عوام کی حکومت لانا چاہتے ہیں تو عوام کو حکومت کے کاروبار میں حصہ لینے کا بھی موقع ملنا چاہئے اور جب تک راج کے کاروبار خود عوام نہیں چلاتے حکومت عوامی نہیں کہلائی جاسکتی۔ اس ہاؤس میں ہم جیسے صرف چند ہی آئریبل ممبرس ہونگے جو اردو اور انگریزی جانتے ہیں لیکن مرھٹواڑہ اور کرناٹک سے جو کسان منتخب ہو کر یہاں آئے ہیں وہ ہاؤس کی زبان سے واقف نہیں ہیں اس لئے وہ ہاؤس کے کاروبار میں حصہ نہیں لے سکتے۔ میونسپالٹیز کا بھی یہی حال ہے کیونکہ وہاں انگریزی زبان ہے اور وہاں ہمارے جو ممبرس منتخب ہو کر آئے وہ انگریزی نہیں جانتے۔ اس وجہ سے میں یہ عرض کرونگا کہ زبان کے تعلق سے بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک عوام کی زبان میں راج کے کاروبار نہیں چلتے اس وقت تک پیپلز رول (People's Rule) یا عوامی راج بھی قائم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس کی طرف توجہ نہیں دی گئی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ہم دستور کے تحت کچھ نہیں کر سکتے لیکن میں کہوں گا کہ ہم دستور کو مانتے ہوئے بھی کچھ تو کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر حکومت حیدر آباد ایک ایسا بونڈری کمیشن قائم کر سکتی ہے جو زبان کے لحاظ سے حیدر آباد کے تین علاقہ علاقہ علاقے قائم کر سکتا ہے اور وہ اپنا کام تلگو۔ مرھٹی اور کنڑی میں کر سکتے ہیں۔ ایسا اسٹیپ (Step) لیا جاسکتا ہے۔ ایسا قدم حکومت اس وجہ سے نہیں اٹھاتی کہ اس سے الگ الگ علاقے قائم ہو جائیں گے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جبکہ وشال آندھرا۔ سینکٹ مہاراشٹر اور کرناٹک کے علاقے وجود میں آئیں گے۔

(Cheers) اس وجہ سے میں حکومت سے اپیل کرونگا کہ زمانہ کے تقاضوں کو نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ حالات کو سمجھتے ہوئے حکومت عمل کرے تو یہی دانشمندی اور عقلمندی کا کام ہوگا - (Cheers)

اسی طرح میں یہ عرض کرونگا کہ ہم راج برمکھ سسٹم (Rajpramukh system) کو برداشت نہیں کر سکتے - اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم حکومت ہند کے دستور کو نہیں مانتے - جیسا کہ ہم جمہوریہ کو مانتے ہیں الکسن کو مانتے ہیں عوامی راج کو مانتے ہیں اسی طرح دستور کو بھی مانتے ہیں - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دستور میں بھی تبدیلی کج جائے اور میں .. جھٹتا ہوں کہ یہ جمہوریہ کے خلاف مطالعہ نہیں ہے - اس لئے میں اس معزز رکن سے ادباً یہ عرض کرونگا کہ ہم نے ہندوستان میں جدوجہد کے ذریعہ آزادی حاصل کی ہے اور اسی ہی جدوجہد کے ذریعہ حیارِ آزاد کے چوکھٹے اور نظام میں بھی تبدیلی لائی گئی ہے .. جب وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جدوجہد اور اتحاد کی وجہ سے ہی یہ تبدیلی لائی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ زمانہ کا جو تقاضا ہے اور زمانہ کی جو رفتار ہے اس کا اندازہ کئے بغیر صرف قانونی کٹائیوں کو .. امنے رکن کر یہ سمجھ لینا کہ ان کی وجہ سے تبدیلی آسکتی ہے یا آ رہی ہے غلط ہے .. اس کی مثال کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ عوامی جدوجہد کے نتیجہ کے طور پر اسی تبدیلیاں عمل میں آتی ہیں - اسی جدوجہد سے بڑے سے بڑے دسور میں تبدیلی ہو سکتی ہے -

میں بھر اس کا ذکر نہیں کرونگا کہ ہماری حکومت صدیوں کا بوجھ لئے چل رہی ہے - میں اس کا بھی ذکر کرونگا کہ ایک کروڑ روپیہ نظام کو کیوں دیا جا رہا ہے - میں ان دو کروڑ روپیوں کا بھی ذکر کرونگا جو بہ طور معاوضہ جاگیرداروں کو دیا جاتا ہے - لیکن یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ نہ تمام بوجھ سر پر رکھے ہوئے اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ وہ عوام کو فائدہ پہنچا سکیں تو یہ غلط فہمی ہوگی - یہ تمام بوجھ سر پر رکھے ہوئے ہماری حکومت لڑکھڑاتی ہوئی چل رہی ہے اور اس کو قدم قدم پر گھٹتے ٹیکنا پڑ رہا ہے - یہ بات تو نہیں دیکھی جاتی لیکن کہا جاتا ہے کہ فیئانشیل حالات کی وجہ سے ہم اپنے ارادوں کو پورا نہیں کر سکتے - لیکن مجھے عرض کرنا ہے کہ عوام - کسان - مزدور اور متوسط طبقہ ملکر اکنامک لمیٹیشن (Economic limitation) کو دور کر سکتا ہے لیکن یہاں یہ حال ہے کہ آج کی حکومت پر عوام کو بھروسہ نہیں رہا - کسانوں - مزدوروں اور ٹائلنگ باس (Toiling masses) کی جدوجہد کی وجہ سے حکومت نے باگ ڈور سنبھالی ہے لیکن اس حکومت پر عوام کو بھروسہ نہیں رہا - حکومت یہ سمجھتی ہے کہ جب تک اکنامک لمیٹیشن درست نہ ہو حالات درست نہیں ہو سکتے - کل ہی چند معزز دوستوں سے کچھ تذکرہ ہو رہا تھا - انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو زمیندار اور سرمایہ دار ریولٹ (Revolt) کر دینگے - میں نے کہا کہ زمیندار اور سرمایہ دار ہندوستان یا حیدر آباد میں کتنے ہیں ؟ چند مٹھی بھر ہیں - ان کے لئے آپ سوچتے ہیں لیکن وہ لاکھوں اور کروڑوں کسان - مزدور - متوسط طبقہ کے

لوگ جو چاہتے ہیں کہ انہیں زمین ملے۔ روزگار ملے۔ خوشحالی نصیب ہو اور ان پر نو توجہ نہیں کی جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان لوگوں کے اتحاد سے ہم حکومت ہند پر پریس (Pressure) ڈال سکتے ہیں تاکہ وہ راج برہمہ، سسٹم ختم کر دے جاگیرداروں کا معاوضہ بند کر دے اور ایک کروڑ روپہ جو بطور معاوضہ نظام کو دیا جاتا ہے وہ بھی بند کر دے۔ لیکن میں یوچھتا ہوں کہ آج کی حکومت یا اوس کے رہنما اس چیز کو قبول کرنے تیار ہیں؟ کہا وہ اس کو اکسپٹ (Accept) کرنے تیار ہیں؟ درحقیقت یہ ایک اہم سوال ہے۔ آج کی حکومت نے خود اپنی ذہنیت نہیں بدلی۔ وہ عوام کی طاقت کو ساتھ لیکر آگے بڑھنے کے لئے تیار نہیں ہے کیونکہ عوام کو اوس پر بھروسہ نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت اپنے آب کو کمزور باقی ہے۔ اس وجہ سے میں یہ عرض کرونگا کہ جب تک ان تمام باتوں کو حل نہ کیا جائیگا جب تک اوس تمام بوجھ کو جو اس کے سر پر ہے نہ نکال دیا جائیگا حالات درست نہیں ہو سکتے اور نہ ہم حیدرآباد میں خوشحال زندگی گزار سکتے ہیں۔ جب تک یہ بوجھ نہ اٹارا جائیگا ہماری معاشی حالت درست نہیں ہو سکتی۔ اگر ہم اتحاد سے کام لیں نو مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر میں کہوں گا کہ جب حیدرآباد کا فینانشیل انٹگریشن (Financial integration) ہوا تو اوس وقت اس نقصان کو بوریے ہاؤس نے محسوس کیا اور ایک آواز ہو کر حکومت ہند سے ہم نے کہا کہ اس سلسلہ میں ہمارے ساتھ نا انصافی کی گئی ہے۔ فینانشیل انٹگریشن کے تحت ہمارے بڑے بڑے ری سورس (Resources) لئے لئے گئے ہیں جن کا معاوضہ ہمیں نہیں دیا گیا۔ یہ آواز ہم نے متحدہ طور پر اٹھائی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت ہند کو اس چیز کو محسوس کرنا پڑا اور ہماری مانگوں کو کسی حد تک ماننا پڑا۔ پھر بھی میں کہوں گا کہ آج کی حکومت نے موثر آواز نہیں اٹھائی جسکی وجہ سے بعض مانگیں پوری نہ ہو سکیں۔ اگر اس سلسلہ میں بھی ہم متحدہ طور پر اپنی آواز حکومت ہند تک پہنچائیں تو اوس کو یہ ماننا پڑیگا اور ہمارے اندرونی معاملات اور فینانشیل ڈیفکولٹیز (Financial difficulties) کے سلسلہ میں ہماری مدد کرنا پڑیگا۔ ان چند باتوں کو اگر دھیان میں رکھتے ہوئے ہم آگے بڑھیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سوالات حل ہو سکیں گے۔

میں اب ایک دو چیزیں ہاؤس کے سامنے رکھتے ہوئے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

اس میں عوام کو اور خاص کر کاشتکاروں کو زمین دلانے کے لئے قدم اٹھایا گیا ہے۔

پوری تفصیل تو میں اوس وقت بیان کرونگا جب وہ بلز (Bills) ڈسکشن (Discussion) کے لئے آجائیں گے۔ لیکن جو اہم سوال میں پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس

سلسلہ میں جو میگزیم لمٹ (Maximum limit) رکھی گئی ہے اوس کے تحت کتنی زمین کسان کو ملے گی۔ جو اعداد و شمار ملے ہیں اوس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر

دو سو ایکڑ میگزیم لمٹ (Maximum limit) رکھی جاتی ہے تو شاید

لاکھ ایکڑ زمین باقی رہ سکتی ہے جو کوآپریٹو یا اور دیگر ذریعہ سے کسانوں کو دیجا سکتی ہے۔ اگر سو ایکڑ میگزیم لمٹ رکھی جائے تو ۱۲ لاکھ ایکڑ زبیں کسانوں کو دیجا سکتی ہے۔ لیکن اس قانون کے اندر جو ایوکشن (Eviction) کے حقوق دئے گئے ہیں اوس کے محکمہ کتنی زمین فولداروں کو واپس ملے گی ؟

اگر ایک فیملی ہولڈنگ ہو تو وہ فولداروں سے جو معیار مقرر کیا گیا ہے اوسکے مطابق زمین حاصل کر سکتا ہے اور اگر دو فیملی ہولڈنگ ہو تو اس میں جو ہولڈنگ رکھی گئی ہے (۴۴) ایکڑ کی اوس میں سے ۲۲ ایکڑ وہ حاصل کر سکتا ہے۔ بعض کے پاس تین فیملی ہولڈنگ ہیں تو وہ ایک فیملی ہولڈنگ زمین فولداروں سے حاصل کر سکتا ہے۔

اس خطبہ میں جیسا کہ کہا گیا ہے ۶ لاکھ پروٹیکٹڈ ٹیننٹس (Protected tenants) ہیں ان کے پاس ۵۰ لاکھ ایکڑ زمین ہے۔ میں نے مابین سے مسورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ایوکشن کا قانون عمل میں لانے کے بعد ۴ لاکھ پروٹیکٹڈ ٹیننٹس سے زمیندار اپنی زمین واپس حاصل کر سکیں گے۔ اس کے معنی یہ ہونگے کہ ان کے پاس جو ۵۰ لاکھ ایکڑ زمین ہے اوس میں سے آدھے سے زیادہ زمین ایوکشن کے قانون کے تحت جو حقوق زمینداروں کو حاصل رہیں گے اوسکی بناء پر زمینداروں کو واپس ملیگی۔ اگر میگزیم لمٹ ۱۸ لاکھ رکھی جائے تو اسکی وجہ سے آگے بھی ان کو زمین ملے گی یا نہیں یہ معلوم نہیں۔ جو قانون ہمارے سامنے ہے اوس کے تحت ایوکشن کو لیگلائز (Legalise) کرنے کے بعد اگر حکومت کسانوں کو زمینات دینے کے لئے تیار ہے تو میں بہت شوق سے اوس کی تفصیلات سننے کے لئے تیار ہوں۔ کیا سچ سچ اس قانون کے تحت کسانوں کو زمین ملیگی یا نہیں ملے گی میں اوس کو خوشی کے ساتھ سنوں گا۔ اس قانون کی وجہ سے بہت بڑے پیمانے پر ایوکشن (Eviction) ہونے والا ہے۔ جن قیمتوں کا اس قانون میں تعین کیا گیا ہے یعنی ساٹھ گونہ مالگزاری کا جو میگزیم (Maximum) مقرر کیا گیا ہے اسکی بجائے لینڈ اکریزیشن کمیٹی (Land Acquisition Committee) مقرر کی جائے تو وہ بازاری قیمتوں کے تحت زمین خرید سکیگی۔ ان چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت غور کرے تو مناسب ہے۔ حیدر آباد کے کسانوں کی مسلسل جدوجہد کے بعد یہ قانون ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ یہ ان ہی کی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ حکومت کو یہ قانون لانا پڑا لیکن میں کہوں گا کہ عوامی مانگوں کو یہ قانون پورا نہیں کر سکیگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون کے ذریعہ کسانوں کو زمین نہیں ملیگی۔ جب میں نے راج پرمکھ کا اڈریس پڑھا تو مجھے حیرت ہوئی۔ اوس کے دیکھنے سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ کسی سکرپٹری نے ایک سممری (Summary) لکھ دی ہے حالانکہ راج پرمکھ یا گورنر کے اڈریس میں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سیاسی پالیسی کا اس میں اظہار ہو۔ لیکن اس میں نہ سیاسی پہلو نمایاں کیا گیا ہے اور نہ معاشی و معاشرتی پہلو۔ جو چیزیں اس اڈریس کے ذریعہ سامنے آئی چاہئے تھیں نہیں آئی ہیں۔ اس اڈریس

کو بڑھنے سے ہمارے معلومات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا کیونکہ اس سے زیادہ تفصیلی رپورٹس تو ہمارے پاس بھی موجود ہیں۔ ہم چاہتے تھے کہ حکومت کی آئندہ مالی بنیادی پالیسی کیا رہیگی وہ کیا کیا کرنے والی ہے اسکو صاف صاف الفاظ میں واضح کیا جاتا۔ بیروزگاری بڑھتی جا رہی ہے۔ کارخانے بند ہوتے جا رہے ہیں۔ فیامن کنڈیشن (Famine Condition) ریاست کے اکثر حصوں میں پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ ہزاروں جانور مر رہے ہیں۔ چارہ نہیں مل رہا ہے۔ مرھٹواڑی کے اضلاع اورنگ آباد بیڑ عثمان آباد میں پانی کی سطح نیچے چلی گئی ہے۔ کئی ایک مقامات ایسے ہیں جہاں پانی نہیں مل رہا ہے۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہزاروں جانداروں کی جان خطرے میں پڑ گئی ہے۔ ایسے مسائل کی طرف جس سنجیدگی کے ساتھ قدم اٹھانے کی ضرورت ہے ان کا تذکرہ اس اڈریس میں نہیں ہے۔ ہمارے آجکل کی حکومت کو چلانے والے اننے اطراف کے واقعات کو دیکھ کر آگے قدم بڑھانے کو بہتر ہونا۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت نے قحط کے حالات کی جانب کوئی توجہ نہیں کی۔

ری ہیپی لیٹیشن (Rehabilitation) کے سلسلہ میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ری ہیپی لیٹیشن کا سوال ایک ایسا سوال ہے جسکو اس ہاؤز میں لانے کی ذمہ داری مجھ پر تھی۔ جن لوگوں کو کئی وجوہات تکالیف اٹھانی پڑی ہے انکو ریلیف ملنی چاہئے۔ میں عثمان آباد گیا تھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ کچھ کام ہو رہا ہے۔ پنڈت نہرو نے بھی وہاں کا دورہ کیا ہے اور انہوں نے اس سوال پر توجہ دی ہے اس کے بعد حکومت کی جانب سے ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے اور وہاں کے لوگوں کو ریلیف دی گئی ہے۔ ملٹری گورنر کے فنڈ سے جو رقمات خرچ کی گئی ہیں اوسکی تفصیل ہاؤز کے سامنے نہیں لائی گئی ہے۔ اس کے تعلق سے تفصیلات ہاؤز کے سامنے آنے چاہئے تھے افسوس ہے کہ اسکی تفصیل ہاؤز کے سامنے نہیں لائی گئی۔ جو فنڈ ملٹری گورنر نے جمع کیا تھا وہ فنڈ ملٹری گورنر کے فہ تھے بلکہ انہوں نے حکومت کے اعلیٰ عہدہ دار کی حیثیت سے جمع کیا تھا اسلئے ہوام کو یہ معلوم کرنے کا حق حاصل ہے کہ اوس روپیہ کو کس طرح خرچ کیا گیا۔ اس فنڈ سے کیا کام کئے گئے۔ ہمارے سامنے انکی تفصیلات رکھی جانی چاہئیں کہ کس حد تک ری ہیپی لیٹیشن (Rehabilitation) کا انتظام کیا گیا ہے اور مزید جو اسٹاتسٹکس (Statistics) ہمارے پاس آئے ہیں انکو ملحوظ رکھتے ہوئے کتنی ریلیف اور دیجانی چاہئے۔ میں نے عثمان آباد کے (ری ہیپی لیٹیشن سنٹر Rehabilitation centre) کا معائنہ کیا ہے۔ اس سنٹر میں بعض عورتیں نواڑ بنتی ہیں۔ ان عورتوں کو فی ہفتہ ساڑھے تین روپیہ اجرت دی جاتی ہے۔ آپ غور فرمائیے کہ کیا کوئی آٹھ آنہ روزانہ اجرت میں اپنی زندگی ایسے زمانے میں گزار سکتا ہے۔ بہر حال جس حد تک کام انجام پانے کی امید کی جاسکتی ہے وہ کام انجام نہیں پا رہا ہے اور جو کام ہو رہا ہے اسے تشفی بخش نہیں کہا جاسکتا۔ بہت بڑے پیمانے پر ریلیف ملنے کی ضرورت ہے اور

اسکا انتظام ہونا چاہئے۔ ہوم منسٹر سے میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی میرا یہی کہنا ہے کہ جن لوگوں کی نارٹری (Property) زمین - مکان چھبنا گیا ہے انکو واپس کرانے کی کونسل کرنی چاہئے۔ اس کونسل کے سلسلہ میں ایک رزلوشن گذشتہ سال بھی ہم نے پیش کیا تھا اور اس سال بھی ہم نے ایک رزلوشن پاس کیا ہے۔ یہ ایسا سوال ہے کہ اس پر کافی توجہ کی ضرورت ہے۔

آخر میں افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑا ہے کہ سیاسی حالات اور خاص طور پر امن کے حالات ٹھیک ہونے کے باوجود جو سیاسی جمہوریت قائم ہونی چاہئے نہی وہ یہاں نہیں ہو سکی۔ آج بھی سیاسی نارٹریں پر جو نکالیف گز رہی ہیں ارن بر حکومت کوئی توجہ نہیں دے رہی ہے۔ جیل میں اب بھی (۱۱۸) سیاسی قیدی ہیں بیس قیدی ایسے ہیں جنکی سزائے موت کو جس دوام میں تبدیل کیا گیا ہے تقریباً انی ہی تعداد ایسے محروسین کی ہے جو زیر دریافت ہیں انکی جانب ترجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کئی مقدمات کے وارنٹ اب بھی قائم ہیں۔ امید نہی کہ سیاسی نارٹیوں کو موقع دیا جائیگا لیکن اس جانب توجہ نہیں کی گئی۔ کمیونسٹ نارٹی کے دو اشخاص کو نظر بند کیا گیا تھا انہیں بعد میں رہا کیا گیا لیکن اب ان پر ان ہنیاروں کے سلسلہ میں جو انکے پاس تھے مقدمات چلائے جارہے ہیں۔ ابھی ہمارے پاس اطلاع آئی ہے کہ سامبا سورتی کو ابھی تھوڑی دیر پہلے ارٹ (Arrest) کیا گیا ہے میں ہاؤز سے اداً عرض کرونگا کہ سیاسی پالیسی کے لحاظ سے آپ کی حکومت کو دیکھنا چاہئے کہ پچھلے زمانے میں کانگریس اور کمیونسٹ نارٹی کی طرف سے جو جدوجہد ہوئی ہے وہ سیاسی پالیسی کے لحاظ سے ہوئی ہے اور وہ سیاسی جدوجہد تھی اور ابنی جگہ تھی۔ آج حالات تبدیل ہو گئے ہیں۔ نین حکومت کے سامنے یہ چیز رکھنا چاہتا ہوں کہ جس سیاسی امنٹی (Amnesty) کے بارے میں ہم امید کر رہے تھے وہ آج بھی ہمارے سامنے نظر نہیں آرہی ہے۔ اب حیدر آباد میں چار نظر بند ہیں۔ امید ہے کہ نظر بندی کے جس قانون کو آج استعمال کیا جا رہا ہے اسکو آئندہ استعمال کرنے کا رجحان حکومت نہیں رکھے گی۔ اور سیاسی قیدیوں کے تعلق سے جو سوال ہیں نے حکومت کے سامنے رکھا ہے اس پر حکومت سوچگی اور ہمدردی کے ساتھ سوچگی اور اس نقطہ نظر سے سوچگی کہ سیاسی حالات کو درست کیا جائے۔ حالات کو بہتر بنانے کیلئے اسکی ضرورت ہے کہ جو مقدمات آج کل چلائے جارہے ہیں انکو اس پالیسی اور طریقہ کار کے نظر کرتے کہ جمہوری حالات پیدا کئے جائیں ختم کر دینا ہی مناسب ہے۔ نیز جو وارنٹ اجرا کئے گئے ہیں انہیں منسوخ کرنا چاہئے تاکہ حالات درست ہوں۔ ان خیالات کا اظہار کرتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری داؤد حسین (نظام آباد)۔ اسپیکر سر۔ جمہوری حکومت کا ایک نظارہ ہے جس سے اس ایوان میں دیکھا۔ عوام کی حکومت کے آگے عوام کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں عوامی مسائل نے راج پر مکھ کی حیثیت سے اس ایوان میں آکر اپنا دستوری فرض ادا کیا۔ یہ

اڈریس در اصل عوام کی ایوان کا اور دستور کا ایک آخری لفظ ہے۔ راج پرمکھ نے اپنے اڈریس میں اس وقت کی حکومت کی کارگزاریوں اور باایسی کے متعلق جو تفصیلات پیش کئے ہیں وہ ایوان کے سامنے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایک سال میں اس حکومت نے کیا کیا اسکے جزوی تفصیلات بیان کئے گئے ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کن باتوں پر یہ حکومت کام کرنے والی ہے جس سے عوام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ گذشتہ مرقع پر راج پرمکھ نے لینڈ ریفارمز (Land Reforms) کے متعلق ذکر کیا تھا اس میں راج پرمکھ نے لینڈ ریفارمز بل انٹروڈیوس (Introduce) کرنے کی خوشخبری کی بات سنائی اور دوسرے ہی روز حکومت نے اسکی تعمیل کی۔ لینڈ ریفارمز بل میں شائد کچھ بائیں اس حد تک نہ ہوں جس حد تک ہمارے اپوزیشن کے لوگ اس میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور ممکن ہے اس بل میں جو خوبیاں ہیں وہ انکی نظر میں نہیں آسکیں۔ کیونکہ ہر شخص یا پارٹی کا کسی چیز کی طرف دیکھنے کا اینگل (Angle) الگ الگ ہوتا ہے۔ مختلف جماعتوں کا ہر چیز پر سوچنے کا ڈھنگ الگ ہوتا ہے۔ لیکن میں نہ صرف ایک پارٹی کے رکن کی حیثیت سے بلکہ ایک شہری کی حیثیت سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ جمہوریت کے اصولوں پر چلنے والے بڑے بڑے ملک جس طرح کوئی خرابی پیدا کئے بغیر عوام کے مسائل حل کرنے کی نسبت سوچتے ہیں اسی طریقہ پر یہ حکومت سرچتی ہے اور میں بورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو بل حکومت کی جانب سے اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے وہ یقیناً ایک عملی طریقہ سے عوام کی مشکلات دو کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں نعرے بازی نہیں پیش کی گئی ہے بلکہ حقیقی طور پر عوام کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے تفصیلات ابھی ہاؤس کے سامنے پیش نہیں ہوئے ہیں لیکن وہ اصول اور طریقے جو اس بل میں ہیں وہ جب تفصیلات کے ساتھ بیان ہونگے تو مجھے یقین ہے کہ عوام کی رائے یہی رہیگی کہ سرمایہ داری کو اور بڑھانے کیلئے یہ بل پیش نہیں کیا گیا ہے بلکہ دیانت داری سے عوام کی تکلیفوں کو دو کرنے کیلئے یہ بل پیش کیا گیا ہے۔ میں اس موقع پر اس بل کے اندر زیادہ جانا نہیں چاہتا جب وہ بل سامنے آئیگا تب ہم اس پر بحث کر سکتے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس خطبہ میں حکومت کی آئندہ پالیسی کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا گیا ہے۔ لیکن میں اس خطبہ کے بارے میں ذاتی طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں انڈسٹریز کے متعلق انڈسٹریز فنانس کارپوریشن - ہینڈی کرافٹ بورڈ - جیل کی اصلاحات - ملٹی پربز سوسائٹیز - کوآپریٹو سوسائٹیز - ایسی بہت سی چیزیں ہیں - یہ تو چند چیزیں ہیں نے کہی ہیں انکو حل کرنے میں حکومت کی کوشش کا اشارہ ہمیں ملتا ہے۔ حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ جس طرح سے راج پرمکھ کے گذشتہ اڈریس کے سلسلے میں کہا گیا تھا کہ اگر ملک کی حالت بہتر ہوگی تو وہ مسائل جو کہ پولس کے ذریعہ حل ہوتے ہیں وہ حل کرنے کیلئے پولس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جیسا کہ اپوزیشن نے کہا کہ پولس کے ذریعہ مسائل حل نہیں کئے جاتے چاہئیں اور انکے اخراجات کم

کئے جانے چاہئے۔ حالات بہتر پیدا کئے جائیں تو وہ کمی کی جاسکتی ہے اور حکومت اس حد تک کمی کرنے کیلئے تیار ہے جو کہ ضروریات کے مطابق ہو۔ گذشتہ جیسے جیسے حالات بہتر ہوتے گئے ویسے ویسے اسمبلی کمی کی گئی۔ اور میں دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ نارمل حالت ہونے تک جیسے جیسے حالت بہتر ہوتی جائیگی حکومت اسمبلی کمی کرتی گئی ہے اور کورتی جائیگی۔ حالانکہ حکومت نے یہ کمی اسکے خلاف پروپیگنڈہ کے باوجود کی ہے۔ ابھی پریس میں آیا ہے کہ حکومت نے حالت کو صحیح طور پر محسوس نہیں کیا ہے۔ حکومت نے ہمیشہ اپنی نیک نیتی کا ثبوت دیا ہے۔ ملک میں بہتر حالت پیدا کی جائیگی تو حکومت پولس کے اخراجات اور تعداد میں کمی کرنے کیلئے کبھی بھی تیار ہے لیکن جہاں خواہش ہے وہاں میں اس طرف کے بنچر سے یہ درخواست کرونگا کہ اچھی حالت پیدا کرنے میں وہ امداد پہنچائے اور حکومت کو اس میں پوری طرح سے کمی کرنے کا موقع دیں۔

اسکے بعد میں نے دیکھا کہ راج پرمکھ کے اڈریس کے سلسلہ میں ایسی بھی باتیں کہی گئیں جن کا اڈریس میں نتہ تک نہیں۔ مثلاً مال کی بنیادی تقسیم کا اڈریس میں پتہ تک نہیں۔ مجھے تعجب ہوا کہ ایک طرف حکومت کی پالیسی پر اعتراض کیا جانا ہے اور اسکے ساتھ اس پالیسی کو رکنائیز (Recognise) کرنے والے صدر کے اڈریس کو حکومت کے سامنے پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ یہ آب کا ڈکٹمنٹ (Commitment) ہے۔ کانگریس کا کیا ڈکٹمنٹ ہے ہم اس سلسلے میں کسا کرنا چاہتے ہیں اسکو ملک جانتا ہے۔ لیکن ایک بارٹی حکومت میں آنے کے بعد وہ جو کچھ چاہتی ہے وہ ملک کے دوسرے طبقوں اور پولیٹیکل اسٹی ٹیونس (Political institutions) کا خیال کئے بغیر نہیں کر سکتی۔ ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ آج کی حالت اور وقتوں کو دیکھتے ہوئے ایکدم نہیں کر سکتے۔ اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہم کچھ کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن تمام ملک کی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر مسئلہ کو ہم حل کرنا چاہتے ہیں۔ اسکے بعد ہم ایوان کو ایک ایجیٹیشن (Agitation) کا پلٹ فارم بنانا نہیں چاہتے۔ ہم جانتے ہیں کہ عوام کے مختلف طبقوں کے نمائندے اس ایوان میں بیٹھتے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ جو چیز ہم کرنے جارہے ہیں انکا اثر لوگوں پر کیا پڑتا ہے۔ ان ساری باتوں کو سوچ کر ہمیں عملی نقطہ نظر اختیار کرنا پڑتا ہے اور حقیقت میں وہی ہم اختیار کر رہے ہیں۔

اڈریس کے سلسلہ میں ایک اور چیز کی طرف میں ایوان کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ کس ہوشیاری کے ساتھ حکومت نے یہ کام کیا ہے اور وہ ہے سکھ کی تبدیلی۔ عنایتہ سکھ کلدار میں تبدیل کر کے حکومت نے ملک کی خواہش کو پورا کیا ہے اور تمام ملک کے سکھ کی حالت کو مضبوط بنانے میں امداد پہنچائی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس تبدیلی کی وجہ سے بازار کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے میں چند دقتیں پیدا ہونگی۔

ان بر حکومت قایو ناسکبگی - اس میں کچھ بےچیدہ سوال ضرور پیدا ہونگے - اور ہو سکتا ہے کہ ملک کو کچھ تکلیف ہو - حب حکومت حالی کی جگہ کلدار رقم دیگی تو لوگوں کو ۱۶ برسٹ کے حساب سے گھانا رہیگا - اور جب وہ بازار میں مال خریدنے جائینگے تو انہیں کلدار کے حساب میں ۱۶ برسٹ زیادہ دینے پڑینگے - اس طرح فریب (۳۲) برسٹ کا لوگوں پر بوجھ بڑیگا - اسکے بارے میں حکومت کو کچھ ترکسب سوچنی پڑیگی - لیکن جو تبدیلی کب جارہی ہے وہ ضروری ہے -

رشوت ستانی کے سلسلہ میں کہا گیا کہ حیدرآباد کے اڈمنسٹریشن میں رشوت خوری بڑھ گئی ہے - حیدرآباد میں جو کچھ رشوت خوری ہے اسکا ایک خاص سلسلہ ہے - بولس ایکسن کے پہلے رشوت خوری نہیں تھی - بولس ایکسن کے بعد یہ کرنا آنا ہے - جو لوگ یہاں آئے انہوں نے برائیاں پیدا کیں - انہوں نے نہیں سوچا کہ اس سے نیشنل لائف (National life) میں برائیاں پیدا ہونے والی ہیں - جو برسر اقتدار آئے انکی ذہنیت کیا بھی اس کی انک مثال میں پس کرتا ہوں - دو کاڈ شلس آپس میں بات چیت کر رہے تھے - نظامی حکومت کیا ہے جہاں ہم جاتے ہیں رویہ ہی روسہ نظر آتا ہے جہاں ایسی دھنست سے انہوں نے کام کیا وہاں انہوں نے اپنی نسب تو بگاڑ لی لیکن ساتھ ساتھ یہاں کے لوگوں میں بھی برائوں کا سلسلہ جاری کر دیا - بولس ایکسن کے بعد حیدرآباد میں باہر سے آئے ہوئے ملازمین نے منی آرڈر بھیجے ہیں - اگر ہر شخص نے اپنی تنخواہ کے مقابلہ میں کتنے روپیوں کے منی آرڈر بھیجے اسکا ہتہ لگایا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ انکے پاس انے روپے کہاں سے آئے - میں سمجھتا ہوں کہ ایک زمانے میں یہاں پر ہر شخص اس رشوت ستانی کے صرف خلاف ہی نہیں تھا بلکہ اسے مذہبی برائی سمجھتا تھا - آج یہ ہماری سماجی برائی ہو گئی ہے - اور ایسے سماج میں میں اپنے کو بھی شمار کرتا ہوں - آج اس برائی کی طرف گہرائی کے ساتھ نہیں دیکھا جاتا - جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اس نے اپنی طرف سے اس برائی کو دور کرنے کی ہر طرح کی کوشش کی ہے اور اسے دور کرنا ضروری بھی ہے - ایک سوسائٹی کے ارکان کی حیثیت سے ہم سب کا یہ فرض ہوتا ہے کہ ہم اس برائی کو دور کرنے میں حکومت کی مدد کریں -

اڈریس کے سلسلے میں ایک اور برائی کو دور کرنے کے بارے میں میں حکومت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں - ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے فوجی ملازمین کی کمزوری کی وجہ سے بعض لوگوں کے ہاتھ میں ہتیار آجاتے ہیں اور کئی لوگ ان ہتیاروں کا استعمال برے کاموں کیلئے کیا کرتے ہیں - حکومت ایسے لوگوں کے خلاف سخت کاروائی نہیں کرتی اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حکومت کی نیک نیتی کا ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے - میں کہنا چاہتا ہوں کہ جو شخص چاہے وہ بڑے درجہ کا ہو یا چھوٹے درجہ کا اگر وہ اس طرح کی برائیاں پیدا کرنے میں مبتلا ہے تو اس کو بڑی سے بڑی سزا دیجانی چاہئے - جو ملک کو نقصان پہنچانے والا شخص ہے اسکو یقیناً کڑی سزا ملنی چاہئے - لیکن اپنے اختلاف

خیالات کے لوگوں کو اپنے راستے سے ہٹانے کیلئے ہماروں کے استعمال کا موقع نہیں دیا جانا چاہئے۔

آخر میں ریجنل لنگویجز (Regional language) کے بارے میں میں کہنا چاہتا ہوں۔ ہمارے صوبہ میں مختلف جامعوں کی مختلف زبانیں ہیں۔ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہیں دیا جانا چاہئے کہ فلاں زبان کو بند کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مدرسے میں یہاں کی سب ریجنل لنگویجز کی پڑھائی ہوئی چاہئے۔

ان چند باتوں کے ساتھ میں عرض کرونگا کہ ہمارے راج بریک کا اڈرس حکومت کی پالیسی اور عوام کے۔ بات کو ظاہر کرنا ہے اور ہم اس سکرپٹ کی تحریک کے ساتھ اسکی تائید کرتے ہیں۔

श्री. अण्णाजीराव गव्हाणे-(परभणी) : मिस्टर स्पीकर सर, राजप्रमुख का वह अड्रेस जिसके ताल्लुक से एक ऑनरेबल मंत्री ने कहा कि अन्होने इसमे अुनके तरफसे तरक्की पसंदाना पॉलिसी का अिजाहार किया है, मुझे बडे अफसोस के साथ कहना पडता है कि जब मैंने यह अड्रेस देखा तो मालूम हुवा कि अुसमे कोअी खास पॉलिसी का अिजाहार नही किया गया है। राजप्रमुख के अड्रेस को देखा और वर्किंग ऑफ दी हैद्रावाद गव्हर्नमेंट डिपार्टमेंट्स १९५१-५२ अँड १९५२-५३ (

Working of the Hyderabad Government Departments 1951-52 and 1952-53) पढा तो मालूम हुआ कि

ऐसी कोअी खास पॉलिसी अुसमें नही बताअी गअी है। एक और चीज जो लॅन्ड रिफॉर्म्स के बारे मे कही गअी है कि लॅन्ड रिफॉर्म्स (Land Reforms) की पॉलिसी जो गव्हर्नमेंट की है वह अिससे जाहिर होगी, अिसके मुतालुक जो कहा गया है अुसके अलफाज अिस तरह से हैं—

‘ Under the circumstances, a certain amount of delay was inevitable, but, it is hoped that the Draft Bill in the form in which it has emerged would meet the aspirations of the people to a great extent and would prove to be a sufficiently progressive landmark in the history of Land Reforms in India.....’

अिस तरहके अलफाज रखे गये हैं। मैंने अिस बिल को अच्छी तरह से पढा है। लेकिन मेरी समझ मे यह नहीं आया कि जो रेव्होल्युशनरी बिल (Revolutionary Bill) अिस सिलसिले मे हमारे सामने आने वाला था वह अितना रिअॅक्शनरी (Reactionary) कैसे हुवा? जो कानून नाफीज हुआ है अुसके तहत यह बतलाया गया है और आदाद व शुमार से मालूम हुवा है कि ६ लाख टेनन्ट्स को खारीज कर दिया गया है और ७५ लाख अेकड जमीन से टेनन्ट्स को खारीज किया है। यह कानून नाफीज हुआ तो मालूम हो गया कि दो लाख टेनन्ट्स ५० लाख अेकड जमीन से फायदा अुठा सकेंगे। अगर यही रेव्होल्युशनरी बिल (Revolutionary Bill) हो सकता है तो मुझको कहना पडेगा कि एक साल अितने काम करने के बाद जैसे कि मराठी मे कहावत है कि “बोंगर पोखरून अुंदीर काढला” याने पहाड खोदकर चुहा निकाला। बहोत दिनों से हम सुन रहे थे कि लॅन्ड के बारे मे एक बहुत अच्छा बिल लाया जायेगा। और जैसे लॅन्ड रिफॉर्म चायना मे किये

गये वैसे लॅन्ड रिफार्म हन करना चाहते हैं, और लॅन्ड रिफार्म बिल आनेके बाद आप देखेंगे कि हमारे यहाँ भी चायना जैसे लॅन्ड रिफार्म होगा। लेकिन इस कानून को देखकर मालूम हुआ कि जो पुराना कानून है उसको देखकर ही इसे भी बनाया जा रहा है। वह कानून ऐसा है कि फॉमिलीमो डाबी तीन अक्रेज रखने के बाद वह लॅन्ड होल्डर टेनेन्ट की जमीन वापस ले सकता है। (दफा चार में यह बतलाया गया है) जो अनीस में तरमीम की गयी है उसमें बताया गया है कि किसानों को टेनेन्ट हुकदार राबिट्स करते हैं तो टेनेन्सी खतम कर दी जाय। गव्हर्नमेंट ने इस चीज को जिस तरहसे खारीज किया है अपने हक लूज किये हैं और बहुतसे टेनेन्ट्स बेदखल कर दिये गये हैं। और नाजायज तरीके पर यह कोशिश की गयी है कि अन्हे अन्हे जमीन से निकाला दिया जाय। यह मालूम होने के बाद दफा १९ में यह तरमीम आयी है। इससे यह मालूम होता है कि गव्हर्नमेंट किसी तरह से टेनेन्ट्स का कब्जा बरकरार रखा जाय यह चाहती है। लेकिन आज गव्हर्नमेंट जो पॉलिसी अख्तियार कर रही है उससे इसमें मदद नहीं हो रही है। आगे चल कर यह कहा गया है कि सब पार्टीज मिलकर हमारे साथ को-ऑपरेशन (Co-operation) करे, और जो काम हम करना चाहते हैं उसमें हमारा साथ दे। उसका अंग्रेजी जुमला इस तरह से है—

‘My Government needs all co-operation from all parties in the discharge of its heavy responsibilities.’

यह कहा गया। मुझको अफसोस के साथ कहना पड़ता है कि ऐसी हालात में हम आपकी मदद किस तरह कर सकते हैं? जब बेदखलिया ज़ोर से चल रही थी तब अन्हे रोकने के लिये अक ऑर्डिनन्स जारी किया गया था। तब बहोतसी पार्टीयोंने इसको सक्ती के साथ अइम्प्लिमेंट (Implement) करने की पुरजोर अपील गव्हर्नमेंट से की थी। हमारे पार्टी ने भी बेदखलिया रोकने के लिये काफी कोशिश की। नांदेड जिले में ४ हजार अकड़ जमीन से बेदखलिया रोकी गयी। यह बेदखलिया जब हो रही थी तो रेव्हिन्यू डिपार्टमेंट को इसकी अत्तला दी जानेपर भी उसपर तबज़ेह नहीं की गयी लेकिन अलुटे गव्हर्नमेंट के मशिनरी ने इसमें जमीनदारों की मदद की। और जब लोगों ने अपने हुक के लिये बड़े बड़े जमीनदारों के खिलाफ अपनी मुव्हमेंट चलायी तो वहाँ पर लाठियाँ चलायी गयीं घोंडे दौड़ाये गये और अक जबरदस्त दहशत लोगों में कायम की गयी। फिर भी अपनी इस मुव्हमेंट में वे कामियाब रहे। अपनी जमीन पर कब्जा हासिल करने के बाद फिर वहाँ पर पुलिस लायी जाती है और वहाँ के टेनेन्ट्स को गिरफ्तार किया जाता है। इसके बारे में दो तीन महिनोसे रिप्रिज़ेंटेशन किये जा रहे हैं। इसके बारे में १० अ.म. अ.ल. अ.ज और पांच अ.म. पी. भी चीफ मिनिस्टर साहब से जाकर मिले इसके लिये अक संघ भी कायम हुआ मराठवाड़े में काफी वर्क्स हैं जो इस काम को कर रहे हैं। हमारे पार्टी के वर्क्स भी इस कामको कर रहे हैं लेकिन जो बड़े बड़े जमीनदार हैं वो पुलिस को अपने हाथ में लेकर अभी भी टेनेन्ट्स को किसी न किसी तरह से बेदखल करनेकी कोशिश कर रहे हैं। और अन्हे अन्हे ऊपर किसी तरह से मुकदमें आयद किये जा रहे हैं। यदि आपकी पॉलिसीज अइम्प्लिमेंट करने में दूसरी पार्टीज आपका हाथ बटाये ऐसा आप चाहते हैं तो इस तरह से काम नहीं चलेगा। इस तरह गरीबोंको कुचलकर या दबाकर काम नहीं हो सकता है।

अँग्रेजों से यह बतलाया गया है कि अभी स्टेट में कोयी अबनॉर्मल (Abnormal) हालत तो नहीं है। तो हरअक के फंडामेंटल राइट्स (Fundamental Rights) की हिफाज़त

होनी चाहिये। आज तो गव्हर्नमेंट की मदद से जमीनदार लोग किसानों को जेलो में ठोस रहें हैं। अगर वाकअली तौरपर आप सबका कॉंपरेशन चाहते हैं तो आगे चल कर यह रबैया नहीं चलनेवाला है आबिदा चलकर अिसे आपको बदलनाहि होगा।

दूसरी चीज मुझको अिस राजप्रमुख के अॅड्रेस में यह मालूम हुअी कि जो आज अहम सवाल रोटी और पानी का है और बहोत बडा मसला है, अिसके बारे में कोअी खास स्कीम मुझको अिस अॅड्रेस में नहीं दिखायी दी। खासकर मराठवाडे की जो आज की स्थिती हैं वह बहुतही खराब है। अिस साल तो मराठवाडे में रोटी और पानी का मसला है। वहा पानी की तो बहुत ही कमी होगी है। अिसको हल करना गव्हर्नमेंट का फर्ज है। पानी हो या न हो अैसा कहकर नहीं चल सकता है। हमारे जैसे नुमाअिदे जो यहां चुनकर आये हैं तो हमारा यह फर्ज अब्बल होता है कि हम अिस मसले को हल करें। परभणी जिले के बारे में मैं कहना चाहता हूं कि वहा कअी देहातों में पीने के लिये भी पानी नहीं है। अिसी प्रकार अुस्मानाबाद, बीड, और औरंगाबाद जिले में पानी अितना कम हो गया है कि वहां तो बिना पानी के जानवर काफी तादाद में मर रहे हैं। यह हालत हो गअी है। पंचवर्सीय प्लैन में अैसे कामों पर जो खर्चा होते जा रहा है या रखा गया है अुसमें ४२ हजार रुपये खर्च होने वाले हैं। तो अुसमें से मराठवाडे में देने के लिये गुजाअिश नहीं दिखरही है, यह बडे अफसोस की बात है।

हमने मराठवाडे में देखा कि अुस्मानाबाद, बीड, औरंगाबाद, पाटोदा, भूम, आष्टी, माजलगांव सभी जगह की हालत अिस वक्त बहुत खराब है। अब आपको औरंगाबाद जिले से कुछ देहातों के हालात बयान करता हू। वहा तो अैसे हालात हैं कि जानवरों को क्या लेकिन लोगों को भी पानी पीने के लिये नहीं है। लोग हमारे पास आकर कह रहे हैं कि अब आप अिन जानवरों को सम्हालिये। चाहे तो हमें ब्रेक साल दिजिये या मत दीजिये।

जो ११ लाख रुपये खर्च किये जानेवाले हैं अुसमें तेलंगाना भी शामिल है। आप यदि मरदुमशुमारी कर के देखें तो आपको मालूम होगा कि मराठवाडे में आबादी ज्यादा है, और वहां की आज की हालत देखी जाय तो मैं कहूंगा कि जो ११ लाख रुपये खर्च होनेवाले हैं वे तो सिर्फ मराठवाडे को भी काफी नहीं है। मैं कहूंगा कि कम से कम जो ग्यारह लाख रुपये खर्च किये जानेवाले हैं वो मराठवाडे की हद तक ही रहे क्योंकि वहां के हालात बहुत खराब है।

लोग भुके मर रहे हैं, पीने के लिये पानी नहीं है जानवरों के लिये चारा नहीं है। दोसी रुपये सेकडा कडबी बिकने की हालत पैदा हो गअी है। वहां हमारी गव्हर्नमेंट सिर्फ ग्यारह लाख रुपये खर्च कर रही है। हमारी गव्हर्नमेंट का यह मियार है और दूसरी तरफ गैरजरूरी कामों पर लाखों करोडों रुपये खर्च किये जाते हैं। राजप्रमुख को मुआविजा दिया जाता है, जागिरदारों को करोडों रुपये दिये जाते हैं। अिनकी रक्कम तो नहीं रकती क्या यह नहीं हो सकता था कि फिलवक्त जागीरदारों और निजाम को दी जानेवाली रक्कम को रोक लिया जाकर अिसको अुन कामों पर सर्फ किया जाता और अुनसे यह कहा जाता कि आबिदा साल अिनकी रकमें दी जायेगी? अिन पर तो आप दो करोड रुपये खर्च कर रहे हैं और जहां अब्बाम की हालत तबाह है वहां आंसू पोछने के लिये कुछ लाख रुपये रिलीफ वर्क के नाम पर खर्च किया जाता है। क्या यह मामूली रकम अैसे

नाजूक हालात के लिये काफी हो सकती है? हरगिज नहीं मेरा गव्हर्नमेंट पर यह अिलजाम है कि अगर गव्हर्नमेंट की यही पॉलिसी रहे तो मैं यह कहूंगा कि हालात और बदतर हो जायेंगे। कहा जाता है कि हम तरक्की पसदाना काम करना चाहते हैं। आपके मनसूबे कुछ भी हो लेकिन अस्वक्त जो मुसीबते जो कैलमिटीज (Calamities) अब्बाम पर आ रही हैं अगर आप अन्हें दूर न करे तो अब्बाम के लीडर आप पर भरोसा किस तरह कर सकते हैं?

लैन्ड रिफार्म के ताल्लू से मुझे यह कहना है कि आप फाबिअियर प्लेन के तहत अिस जैटम पर ४२ हजार रुपये खर्च करनेवाले हैं। हाअूस में कभी बार अिसका मुतालिबा किया जा चुका है कि अिरिगेशन पर जो रकम खर्च की जाती है अुसका कुछ हिस्सा मराठवाडे में कुछ प्रॉजेक्टस् बनाने पर भी खर्च किया जाय। लेकिन अिसके मुतालूक मैंने अँड्रेस में सिर्फ अेक ही जुमला देखा कि—

‘Investigations are being made regarding certain medium-sized projects especially in Marathwada areas.’

अब तक सिर्फ अिनवेस्टीगेशन्स (Investigations) ही हो रहें हैं। अगर अिसके निस्बत कुछ कहा जाय तो कहा जाता है कि प्राव्हिन्शियल फीलिंग्ज (Provincial feelings) पैदा किये जा रहे हैं। मैं अिस अिलजाम को तसलीम करता हूं, अिसलिये कि मुझे यह बात किसी न किसी तरह आपके सामने लानी है। मराठवाडे में पानी नहीं है, अिरिगेशन के काम नहीं हो रहे हैं, अँडे हालात के बावजूद कोअी मीडियम साअीज या माअिनर प्रॉजेक्ट शुरू नहीं किया जाता। फाअीब अियर प्लेन के तहत जो प्रॉजेक्टस् हैं अुनमें भी अिनके लिये कोअी जगह नहीं। मुझे यह कहते अुझे अफसोस होता है। कम से कम मराठवाडे से पूर्ण प्रॉजेक्ट को फाअीब अियर प्लेन में शरीक किया जाता। मुझे यह तबक्को थी कि यह चीज नजर आयेगी लेकिन मुझे अफसोस के साथ कहना पडता है कि मेरी अुमीद पूरी नहीं अुअी। अँड्रेस में सिर्फ यह कह दिया गया है कि ‘Investigations are going on.’ मैं समझता हूं कि फाअीब अियर प्लेन खतम होने तक भी अिनवेस्टीगेशन्स खतम नहीं होंगे। अगर यही हालात रहे तो किसानों मजदूरों और पस्त तबकात की भलाअी की क्या तबक्को की जा सकती है?

मेरे लिये ज्यादा वक्त नहीं है। मैं सिर्फ अेक दो चीजें हाअूस के सामने लाकर अपनी तकरौरे खत्म करता हूं।

हैद्राबाद की करन्सी तबदील की जा रही है। अिस तबदीली के मुतालूक मैंने ऑनरेबल फाअी-नान्स मिनिस्टर की स्पीच भी पढी और राजप्रमुख का अँड्रेस भी देखा। मुझे कही भी यह बात नजर नहीं आअी कि फस्ट अप्रिल से सिक्के में जो तबदीली होनेवाली है अुससे कॉमनमैन (Common man) और मिडिल क्लास (Middle class) तबके पर जो असरात पडने वाले हैं अिन्हें मीट आउट (Meet out) करनेके लिये हुकूमत क्या करनेवाली है? अिसके लिये हुकूमत के पास क्या स्कीम है, क्या प्लेन है? मुझे अफसोस के साथ कहना पडता है कि न तो फाअी-नान्स मिनिस्टर की स्पीच में और न राजप्रमुख के अँड्रेस में यह चीज वाजेहकी गअी है।

आखिर मैं मुझे हुकूमत की अेज्युकेशन पॉलिसी पर कुछ कहना है। अँड्रेस में हाअूस से पास के किये अुअे बिल परी अँड कम्पलसरी अेज्युकेशन बिल का जिक्र करते अुअे कहा गया है ‘क हम तालीअ

पर ज्यादा रकम खर्च करना चाहते हैं। लेकिन फाजीतान्स मिनिस्टर ने अपनी स्पीच में साफ तौर पर यह तसलीम कर लिया है कि जो रकम अन्होने बजेट में फुड वाटर और शेल्टर के लिये रखी है वह किसी तरह लोगों की जरूरत को पूरा करने के लिये काफी नहीं है। इस तरह अज्युकेशनल पॉलिसी की हद तक मैं कहूंगा कि अँड्रेस से सिवाय कम्प्यूनिटी प्रॉजेक्ट अेरियाज के किसी और जगह परी अँड कम्पलसरी अज्युकेशन (Free and compulsory education) का प्रबन्ध करने का अि़रादा जाहीर नहीं होता। मैं कहूंगा कि यह बिल्कुल नाकाफी अित्तेजाम है जिस अँड्रेस में सिर्फ वही चीज़ें हैं जिनके बिल्स तैयार हुए हैं। इस लिहाज से हम कह सकते हैं कि जिस अँड्रेस में एक साल की स्टोरी रखी गयी है। इसकी कोअी सराहत नहीं कि आअि़दा क्या किया जाने वाला है। आपकी क्या पॉलिसीज रहेगी? क्या अि़डस्ट्रल पॉलिसी रहेगी? अज्युकेशनल पॉलिसी क्या रहेगी? फुड पॉलिसी क्या रहेगी? वाटर वर्क्स के निस्वत क्या पॉलिसी रहेगी? इसका अुसमें जीक नहीं है।

अँड्रेस के मुतालुक मैंने अिन खियालात का अि़जहार किया है। मैं यह मुकर कहूंगा कि पानी और कहत का सवाल अित्तेहाअी अहमियत रखता है। इस पर किसानों की अि़दगी और मौत का दासो-मदार है। मैं कहूंगा कि गव्हर्नमेंट इस पर काफी तवज्जेह करें और जो रकम रखी गयी है अिसमें अि़जाफा कर के या नयी स्कीम लाकर अिसको हल करने की कोशिश करो।

شری مادھوراؤنرلیکر (ھنگولی) - مسٹر اسبکر سر۔ تقریباً ایک سال کے بعد ہمیں راج برہمکھ کے اڈریس پر تقریر کرنے کا موقع ملا ہے۔ ہمیں امید تھی کہ اس ایک سال کی مدت میں ہمیں دو بارہ راج برہمکھ کے اڈریس پر تقریر کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ حال ہی میں یہاں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا ادھیویشن ہوا تو ہم سمجھ رہے تھے کہ کم از کم اس میں یہ نصفیہ کیا جائیگا کہ راج برہمکھ کے عہدے کو ختم کیا جائے۔ لیکن عوام کی مانگ کے باوجود ایسا نہیں ہوا اور ہمیں دوبارہ راج برہمکھ کے اڈریس پر تقریر کرنے کی نوبت آچکی ہے۔ ایک آنریبل ممبر جنہوں نے اس اڈریس پر شکریہ کی تحریک پیش کی انہوں نے کہا کہ یہ رسمی یا دستوری طریقہ ہے کہ جب راج برہمکھ یہاں آتے ہیں تو ارکان کا یہاں حاضر رہنا ضروری ہوتا ہے۔ میں نے انکی تقریر کو غور سے سنا۔ دستور نافذ ہو کر تقریباً (۶) سال کا عرصہ ہوتا ہے ارکان سے دستور کی پابندی کی خواہش تو کی جاتی ہے لیکن دستور کی کئی چیزیں ایسی ہیں جن پر رولنگ پارٹی خود عمل نہیں کرتی۔ اور میں اُنکے اس رویہ کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ میں اڈریس پر تفصیلی تقریر کرنے کی بجائے اڈریس کے اس جزو کی طرف توجہ دلاؤنگا جو اس قوم سے متعلق ہے جو یہاں کی حکومت کو مستحکم کرنے والی ہے۔ جس قوم کی وجہ سے آج حکومت زندہ ہے۔ اس قوم کے لئے اڈریس میں تین چار چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ وہ بد نصیب قوم ہے جس کو کوئی اچھوت کہتا ہے کوئی پست کردہ اقوام۔ اور اگر دستور کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس کو شیڈولڈ کاسٹ کہنا چاہئے۔ یہاں دستوری بحث تو کی جاتی ہے لیکن دستور پر عمل نہیں کیا جاتا۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں اور جدید دستور ہند جو خود بابا صاحب اسپیڈ کر نے بھارت کا دستور بنایا۔ اس دستور میں اس قوم کیلئے شیڈولڈ کاسٹس کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن مجھے

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اڈریس میں وہ لفظ استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ وہ لفظ استعمال ہوتا ہے جسے کانگریس ہمیشہ استعمال کرتی ہے اور گورنمنٹ ہریجن جیسے لفظ کو رکھتی ہے جسے سہانہ جی نے جنم دیا تھا۔ جس لفظ سے اچھوت سماج کو بکارا جاتا ہے۔ شیڈولڈ کاسٹ فڈریشن کے اصول کے لحاظ سے مجھے اس لفظ سے سخت نفرت ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ کم از کم راج برمکھ اس لفظ کو استعمال نہیں کریں گے کیونکہ اس سے قبل پچھلے زمانہ راج برمکھ کے فرمان میں لفظ ”درج فہرست اقوام“ شائع کیا گیا تھا اور یہ کہا گیا تھا کہ درج کردہ طبقات میرے بردیش میں اکثریت میں ہیں اسلئے انکی فلاح و بہبود کے کام ہونے چاہئیں۔ اس وقت کے فرمان اور راج برمکھ کے موجودہ اڈریس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ راج برمکھ کے خیالات میں کتنی تبدیلی آئی ہے۔ مجھے لفظ ”ہریجن“ سے نفرت ہے۔ جس طرح انک شخص دوسرے کو گالی دیتا ہے اسی طرح لفظ ہریجن بھی ہمارے لئے ابک گالی ہے۔

اب میں اڈریس کی دو تین باتوں کی طرف اشارہ کرنا ہوں اڈریس میں ذکر کیا گیا ہے کہ مائی گورنمنٹ (My Government) راجک میں عوام کی حکومت ہوتی ہے۔ عوامی راج ہونا ہے۔ جننا کی حکمرت ہوتی ہے لیکن اڈریس میں مائی گورنمنٹ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ٹریژری بنچس کی جانب سے تو بہت ہی زور و شور سے کہا جاتا ہے کہ یہ عوامی حکومت ہے۔ لیکن اڈریس جب تو مائی گورنمنٹ کے الفاظ ہیں تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہ ایلزگوورنمنٹ ہے یا نظام گورنمنٹ ہے۔ جب یہاں ایک الکنڈ گورنمنٹ آچکی ہے تو یہ الفاظ انہیں نہ استعمال کرنا چاہئے تھا۔ اس طرف بیٹھنے والے آنریبل ممبرس الکنشن لڑ کر آئے ہیں یا پیسہ دیکر الکنشن جتے اور یہاں آئے ہیں میں اسکا ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن انکی طرف سے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عوامی نمائندے ہیں تو ابھر موجودہ حکومت کو بھی عوامی حکومت کیوں نہیں کہا جاتا۔ میں سمجھا ہوں کہ مائی گورنمنٹ کے الفاظ استعمال کرنے سے دال میں کالا معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اڈریس میں جو پالیسی ظاہر کی گئی ہے وہ سرمایہ دارانہ حکومت کی پالیسی ہے جیسا کہ اڈریس سے پتہ چلتا ہے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اڈریس میں شیڈولڈ کاسٹ کیلئے دو تین چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ حیدر آباد پردیش میں ۵۰ ہزار ایکڑ زمین درج فہرست اقوام کو تقسیم کی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ زمین لوگوں میں تقسیم کی گئی ہے یا کاغذ پر ہی اسکا اندراج ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہ اراضیات تقسیم کی گئی ہیں مجھے اسکا تجربہ ہے کہ وہ محصورہ یا جنگلات کی زمینات کہہ کر انکو واپس لے لیا جا رہا ہے۔ اگر ۵۰ ہزار ایکڑ زمین دی گئی ہے تو اسکا اڈریس میں ذکر ہونا چاہئے تھا کہ اس وقت درج فہرست اقوام کے قبضہ میں کتنی ہے کیونکہ دراصل حساب لگایا جائے تو اتنی زمین درج فہرست اقوام کے قبضہ میں نہیں ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ

زمین دی ہی نہیں گئی۔ ممکن ہے نہروڑی بہ زمین دی گئی ہوگی۔

ایک اور چیز جسکا اڈریس میں ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ۷۰۰ ایکڑ زمین درج فہرست اقوام کو مکانات تعمیر کرنے کیلئے دی گئی ہے۔ جب یہ سہ سال ہمارے سامنے آتا ہے تو دیہاتوں کا بس منظر بھی ہمارے سامنے آجاتا ہے جہاں دیہاتوں میں مکانات کی تعمیر کیلئے یہ زمین دی گئی ہے۔ مشکلات یہ ہیں کہ جو اراضیات دیجاتی ہیں وہ شیڈولڈ کاسٹ سہ نہیں کرتے اور ان سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہم بہت نزدیک ہوتے جارہے ہو اس لئے دو میل کے فاصلہ پر زمین لو اور تم ہم لوگوں سے دور رہو۔ لیکن یہاں کہا جاتا ہے کہ ہم انکی معاشی، معاشرتی اور سماجی حالات کو اور مشکلات کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ جب ہم حکومت کی پالیسی کو دیکھتے ہیں تو بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ دو دو میل بستی سے دور مکانات تعمیر کرنے کیلئے زمین دیجاتی ہے۔ اچھوت سماج کا پہلے ایک طرف رہتا ہے اور دوسری طرف آپ لوگوں کے محلے رہتے ہیں۔ عوامی حکومت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ایسا ہرگز نہ ہونا چاہئے۔ پرسوں ہی یہاں ہریجنوں کی مشنگ میں پارلیمنٹ کے ممبر شری کاجل کور نے کہا کہ اب است اقوام تو چہاروں اور مہاروں کو الگ رہنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہم کو بھی بستیوں میں رہنا چاہئے۔ اسلئے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب حکومت کی یہ پالیسی ہے تو اہر کیوں ہیں بستی بسائے کیلئے دو میل کے فاصلہ پر زمین دیجاتی ہے۔ اور ایسی صورت میں ہم کس طرح اکٹھا رہ سکتے ہیں۔

اسلئے میں یہ کہہونگا کہ جب دستور کے تحت بھی اچھوت سماج کا مسئلہ آتا ہے تو رولنگ پارٹی دستور پر عمل کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ اب کو معلوم ہے کہ ۲۶ جنوری کا دن بڑی دھرم دھام سے منایا گیا۔ لیکن آپ نے اخباروں میں دیکھا ہوگا کہ ارسطو پیٹھنے والے حکومت کے ایک وزیر مسٹر شنکر دیو کو رام منار گولی گزڑہ میں جانے سے روکا گیا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب آپکی کابینہ کے ایک منتری کر مندر میں جانے سے روکا جاسکتا ہے تو اچھوت سماج کے دوسرے لوگوں کی کیا حالت ہوگی۔ دوسرے اچھوتوں کو کس طرح کوئی مندر میں آنے دیسکتا ہے۔ اسلئے صاف الفاظ میں میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جب تک یہ حکومت اس رجحان کو کچل نہیں دیتی ہمارا کوئی مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے (چیرز)۔

یہ کہا جاتا ہے کہ اچھوت سماج کے لڑکوں کیلئے اسکولس کھولے گئے ہیں اور انکی مفت تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے لیکن جب ہم دیہاتوں میں دیکھتے ہیں تو یہ صاف ظاہر ہے کہ اچھوت سماج کے بچوں کو اب بھی دور بٹھایا جاتا ہے۔ اگر آپ اسکا ثبوت چاہتے ہیں تو مناپیری میں تعلقہ ہنگولی کی مثال دیسکتا ہوں جہاں ایک مندر میں اسکول قائم کیا گیا ہے۔ وہاں اچھوت بچوں کو سیڑیوں کے نیچے بٹھایا جاتا ہے۔ آپ ہی بتلائیے کہ جب آپ دستور پر ہی عمل نہیں کر رہے ہیں تو ہم آپ سے کیا امید رکھ سکتے ہیں۔

یہ میں اسلئے عرض کر رہا ہوں تاکہ آپ کو گزشتہ زمانہ اور موجودہ زمانہ کے حالات میں کیا فرق آیا ہے وہ ظاہر ہو۔ میں بہ کم ہونگا کہ موجودہ حالات پہلے سے بھی بدتر ہو گئے ہیں۔

بیٹ کے سلسلہ میں یہ کہا گیا ہے کہ اچھوت سماج کیلئے ۱۰ لاکھ کا پراویژن رکھا گیا ہے۔ اسکا ذرا تفصیل سے جائزہ لیجئے۔ میں جس نعلند سے کانگریس کو گرا کر آیا ہوں اس تعلقہ کے تحصیلدار سے ملا اور رقم کے سلسلہ میں بات دھت کی نو معلوم ہوا کہ پورے تعلقہ کیلئے صرف دو سو روایہ باؤلباں کھانڈوانے کیلئے اور دو سو پچاس روپیہ پورے تعلقہ میں مکانات تعمیر کرنے کیلئے جگہ خریدانے کیلئے رکھے گئے ہیں جس پر خود حکومت کے عہدہ دار ہنس رہے ہیں۔ میں ایک دوسری چیز آکر بتلانا چاہتا ہوں کہ انڈسٹریز کی ترقی کے سلسلہ میں صرف ۱۲ روپیہ دئے گئے ہیں۔ میں صرف الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اچھوت سماج اب ان حالات کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اگر آب عوام کے خیالات اور انکے رجحانات کا لحاظ نہیں کر سکتے تو آپ کو حکمرت کرنے کا بھی کوئی ادھیکار نہیں ہے۔ چاہے یہاں کسی کی بھی حکمرت ہو حواہ وہ کانگریس ہو یا پی۔ ڈی۔ یف یا سیشنلسٹ ہم ایسی حکمرت چاہتے جو عوام کی بھلائی کے کام کرنا چاہتی ہے اور کرتی ہے۔ دوسرے مالک کی انہاس آپ کے سامنے ہے۔ جب انہوں نے عوام کی بھلائی کا خیال نہیں کیا تو انکا کیا نتیجہ ہوا۔ اب یہی حالات بھارت اور حیدرآباد میں بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ آج لوگ گورنمنٹ سے اپنی پریشانیوں کی وجہ سے بیزار ہو گئے ہیں کیونکہ انکا کوئی مسئلہ حل نہیں کیا گیا ہے اسلئے آپ کو سوچنا چاہئے کہ آپ کیا کریں۔

اڈریس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تقریباً ۵۰ لاکھ ایکڑ زمین محفوظ لگانداروں کے قبضہ میں ہے۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ زمین آکے کاغذوں پر ہوگی۔ یہ ہند سے آپ نے راج درمکھ کو بتلائے ہونگے یا راج درمکھ نے آپ سے طلب کئے ہونگے لیکن حقیقت میں کیا ۵۰ ہزار ایکڑ زمین محفوظ لگانداروں کے قبضہ میں ہے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو بتہ چلیگا کہ ۵۰ لاکھ کا $\frac{1}{10}$ حصہ زمین لگانداروں کے قبضہ میں نہیں ہے۔ میں اپنے تعلقہ سے ہی ایسی کئی مثالیں دیتا ہوں چنانچہ بسمت نگر میں ایک شخص کو تحصیل سے زمین کے قبضہ کیلئے آڈر بھی دیا جا چکا ہے لیکن وہ شخص اس پر قبضہ نہ کر سکا۔ اسطرح دوسری مثال میں ملک سنگی کی دونگا وہاں ایک شخص کا قبضہ ۲۵ سال سے ہے لیکن اسکو ہٹایا گیا اور اب تک دوبارہ قبضہ نہیں دلایا گیا۔ لیکن یہ زمینات بھی حساب میں داخل ہونگی۔ اسطرح ۵۰ لاکھ ایکڑ زمین تو بتلائی جاتی ہے لیکن دراصل لگانداری کے قانون پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اسطرح پورے حیدرآباد اسٹیٹ کے کلتیویٹڈ ایریا (Cultivated area) کا $\frac{1}{10}$ حصہ عوام کے قبضہ میں دیا گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ زمین راضی نامے اور صلح نامے لکھوا کر دئے ہونگے لیکن دراصل زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا

بھی انہیں نہیں ملا ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حکومت کو جاننا چاہئے کہ صحیح چیز کیا ہے۔ جب ہمارے آنریبل اسپیکر اور انکے ساتھ میرے دوسرے آنریبل راؤ صاحب آئے تھے تو میں نے دو سو شیڈولڈ کاسٹ لوگوں کے ساتھ آنریبل اسپیکر سے یڑاؤ زمین کے سلسلہ میں بات چیت کیا اور انہیں ہنگولی کی یہ زمینات بتلائی تھیں۔ آپ حقیقت کو چھپا نہیں سکتے کیونکہ جتنا آپ چھپانے کی کونسنس کریں گے اتنا ہی لوگ جاگ اٹھیں گے اور ایک دن ایسا آئبگا جبکہ وہ انہی حقوق کٹنے اندولن شروع کریں گے۔ اسلئے میں کہوں گا کہ حکومت کو عوام کے رجحانات معلوم کرنا چاہئے اور اسکا اڈریس میں بھی لحاظ کیا جانا ضروری ہوتا۔

شری ڈپٹی اسپیکر : آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

شری مادھورائو نلیکر : ایک منٹ اور۔ اڈریس میں یہ کہا گیا ہے کہ میری سرکار نے یہ کیا اور وہ کیا۔ لیکن دراصل کچھ نہیں کہا گیا اور نہ آئبگا کرنے والی ہے۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرونگا جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ بڑے عشان آباد اور ننگا آباد میں نانی کا مسئلہ نہایت اہم ہے اور خاص طور پر ایچ۔ بی۔ ایچ کے لوگوں کیلئے۔ چھوٹ چھان کی وجہ سے اچھوت ساج کے لوگوں کی نانی کی مشکلات پیش آتی ہیں اور انہیں گاؤں چھوڑ کر دوسرے مقامات میں سہارا لینا پڑتا ہے۔ میں گورنمنٹ سے انہیں کرونگا کہ ان لوگوں کی نانی کی مصیبت سے بچانے کیلئے باؤلڈاں کھادوانے یا نہیں تو حکومت کی جانب سے نانی کی سہلائی کا انتظام کیا جائے یا پھر حکمریت کی جانب سے ایک ایسا آرڈیننس نکالا جائے جس کے ذریعہ عام باؤلیں اور خاص باؤلیں ہر جہاں دوسرے لوگ نانی بھرتے ہیں اچھوت لوگوں کی بھی نانی بھرنے کی اجازت دی جائے تاکہ نانی کا مسئلہ حل ہو سکے۔ اننا کہتے ہوئے میں ادباً عرض کرونگا کہ حکمریت کو انہی بالسی میں تبدیلی کرنا چاہئے اور اچھوت ساج پر زیادہ توجہ دینی چاہئے کیونکہ وہی طبقہ آب کی حکومت کو بہا بھی سکتا ہے اور بگاڑ بھی سکتا ہے۔

Shri M. S. Rajalingam : Mr. Speaker, Sir, The authoritative pronouncement on the policies of the Government is before us. After carefully going through the Rajpramukh's address, one would see that the policies under reference were within the limits of the Constitution and without encroaching upon the policies that could have formed the subject matter of the President's Address to be laid before the Parliament. If any thing contrary to the later part had happened, it only meant that we were uncharitable to the Members of the Parliament of this State and which is tantamount to a lack of faith in their discharge of duties and responsibilities bestowed in them. The Federal list in the Indian Constitution has specified the scope of subjects that can be dealt between the

State Legislature and Parliament. It is for us here to understand it and work it up to further the spirit of the One Nation Theory underlying it. So any move that shall weaken this basis and result in the formation of small independent Sovereign Republics cannot be appreciated by this House. With this background the question of the formation of Andhra and Vishalandhra States should be studied..... I am confused.....

శ్రీ జీ. హనుమంతరావు—(ములుగ్). తెలుగులో మాట్లాడండి.

శ్రీ యం. యస్. రాజలింగం:—తల నొప్పిగా ఉంది.... ఆలాగ్ చేస్తాను. (Re-organisation of the States) జరుగకపోయినట్లయితే మనల చాలా ఇబ్బందిలో పడతాము. పైగా చాలా ద్రోహం చేసిన వారమవుతాము. ఇటీవల Indian National Congress చేసిన Re-organisation of the States) తీర్మానం, విశాలాంధ్ర ఆశయానికి భిన్నంగా ఏమీ లేదు. స్వామిజీ ఇటీవల గద్వాలలో నర్సాటి నూ విశాలాంధ్ర స్టేటులో చేరేందుకు తెలంగాణా సిద్ధంగా యుండాలని అన్నారు. ఈ విధంగా స్వామిజీ సేవూ)గారల పైఖరిలో విశాలాంధ్రకు తావు లేకపోలేదు. కాని ప్రతిపక్ష సభ్యులు ఊహిస్తున్న విధంగా భారత రాజ్యాంగాన్ని (Loose Federal Structure) గా ఉంచి, అనంతరం చిన్న చిన్న (Sovereign independent Republics) తో దేశాన్ని నిర్మాణము చేయాలనుకుంటే, ఇది భారత రాజ్యాంగ చట్టము కోరిన ఫెడరేషన్ (Federation) కాజాలదు. పైగా జాతీయ ఐక్యతకు భారత రాజ్యాంగ చట్టమునకు మూల పునాదియైన (One nation theory) కి గొడ్డలిపెట్టు అవుతుంది. అందుకనే ఒక విషయం వారు దృష్టిలో ఉంచుకోవాలి. వారు, మేము కూడ ఆంధ్ర స్టేటు కావాలనేటప్పుడు విశాలాంధ్ర క్షావాలనే టప్పుడు ఏకాభిప్రాయులమే. కాని దేశీయ ఐక్యతకు జాతీయ ఐక్యతకు ఏక జాతీయ సిద్ధాంతానికి దొబ్బు తగితే విధంగా ఆంధ్ర, విశాలాంధ్ర స్టేటుల నిర్మాణానికి మేము వ్యతిరేకులము అందుకని వారిని కోరేదేమంటే, అశ్రద్ధనల్ల గాని అమాయకత్వంవల్ల గాని, బుద్ధిపూర్వకంగా కాని ఆరాచక పరిస్థితులు తేబోకండి. అలా జరిగితే విశాలాంధ్ర నిర్మాణం పెనుక పడిపోతుంది. అదేవిధంగా (Sovereign independent Republic) నిర్మాణం విషయంలో నొక్కిచెప్పి అనుమానాలకు దూరీ తీయబోకండి. అప్పుడు విశాలాంధ్ర రాక తప్పదని మనవి చేస్తున్నాను. మన స్టేటుకు ప్రాతినిధ్యం వహించే పార్లమెంటు సభ్యులకు యీ విషయం వదలడంలో (Constitutional Propriety) ని గూడా దృష్టిలో ఉంచుకొన్న వారమవుతాము. అందుకనే కాబోలు రాజప్రముఖుని అడ్రసులో యీ విషయాన్ని పొందుపాటు చేయలేదనుకుంటాను—

ఇక రాజప్రముఖుని గురించి చెబుతాను. ఈ విషయం కూడా రాజప్రముఖుని అడ్రస్ లో ఏమీ మొదటిదని ఆటంకము తెలుపు తున్నారు. అసలు రాజప్రముఖుకు వారికి ఉన్న ఘర్షణ పరసనల్ (personal) అని సేను అనుకొనజాలను. పోతే రాజప్రముఖ్ (Institution,

Federal Relics) యొక్క భాగం కాబట్టి పోవాలంటారా, ఏవిధంగా క్రమీకా మిగతా కొన్ని (**Relics**) నిర్మూలించ బడుతున్నాయో, అదేవిధంగా ఇదీ జరగవచ్చు. (**Abolition of Cash grants, Replacement of O.S. Currency, by I. G. Currency Enfranchisement of Inams, etc., Federal Relics**) తొలగించడమే కదా! అలా కాక రాజప్రముఖ్ రాజ్యాంగ చట్టముతో ఒక భాగమునుకొంటారా, చట్టాన్ని మార్పించేందుకై మనకు సంబంధించిన పార్లమెంటు సభ్యులను కోగు కోవాలి. అందుకా రాజప్రముఖ్ (**Institution**) పట్ల తగు గౌరవం చూపించక తప్పదు. వీటన్నిటి దృష్ట్యానే రాజప్రముఖ్ అడ్రెస్ లో దీని ప్రసక్తి లేదు. అది ఉచితం కూడాను—

(**Economic Policies**) స్పష్టంగా లేదని ఒక ఆరోపణ చేయబడింది. (**Land Reforms Bill**) ప్రవేశ పెట్టబోతున్నారు. అది చూస్తే ఒక విషయం స్పష్టమౌతుంది. ఆర్థిక రంగంలో సమానత్వం తెచ్చేటప్పుడు మధ్యతరగతివారి అవసరాలు, వారి బీదతనం కూడా దృష్టిలో ఉంచుకుంటూ, (**Land to the tiller**) అనే నినాదాన్ని కార్య రూపంలో పెడుతున్నారనేది తెలుతుంది. ఈ జాగరూకత లేక పోతే చైతన్య వంతులొస్తున్న తేబరు సంఘటితమై తమ అవసరాలు పూర్తి చేసుకోవడం, చైతన్యవంతులైనా, స్వభావ సిద్ధంగా (**organise**) కొలేని మధ్యతరగతివారు హీనస్థితి చెంది, దేశము యొక్క (**Economic Structure**) అంతా దెబ్బ తినే ఒక వాతావరణము ఏర్పడుతుంది. ఈ స్థితి రాకుండా ప్రభుత్వం వ్యవహారించ సున్నదని రాజ ప్రముఖ్ సందేశం చదివితే బోధ పడుతుంది.

(**State Finance Corporation**) ఏర్పాటు చేయబడుతున్నది. అంటే (**Private enterprises**) కి (**Corporation**) ద్వారాను, తదితర విధంగానూ యింకా అవకాశాలున్నవి అన్నమాట. (**Key industries**) తదితర విషయాల పట్ల, (**G.O.I.**) వారి పైఖరీ యీ సందేశంలో ఉందని పేరుగా చెప్ప నక్కర లేదు.

ఇక (**Educational Policies**) విషయంలో (**University Education**) బనారసు, డెల్లీ, అలిగడ్ లో పాటే ఉస్మానియా యూనివర్సిటీ ఉంటుందని (**Leader of the House**) లోగా చెప్పనే చెప్పారు. ఈ సందర్భంలో చాలా రోజులనుంచి చెప్పాలన కొంటున్న ఒక్క విషయం చెప్పలేము. అదేమంటే, ఉస్మానియా యూనివర్సిటీ సమస్య (**Academic Level**) నుంచి (**Political level**) కి తేవడంలో చాలా చిక్కులు ఏర్పడినవి. అది (**Academic Level**) లోనే ఉంటే హిందీ (**Second language**) గా యుంచాలా, (**Medium of Instruction**) గా ఉంచాలా అనే సమస్య ఒక్కటే ప్రాధాన్యం వహించేది. దానిని (**Educational Experts**) పరిష్కరించే వారు. కాని అలా కాక పోవడంలో ఏర్పడిన అసాధారణ వాతావరణం వల్ల యూనివర్సిటీ (**Autonomous body**) గా గుర్తించ బడింది. ఇప్పటికైనా యూనివర్సిటీ (**Academic level**) లోనే ఉంచితే మంచిది.

(Secondary Education Policy) سہولتوں کا پورا پورا اہتمام
میں رکھ کر دینی کونسل کی کارروائی میں شامل ہونے کے لئے۔ (Primary
Education) پرائمری تعلیم کے شعبہ میں کامیابی کے لئے۔ (Resources)
اقتصادی وسائل کے شعبہ میں کامیابی کے لئے۔ (Resources) تعلیم کے شعبہ میں کامیابی کے لئے۔
(Resources) تعلیم کے شعبہ میں کامیابی کے لئے۔

شری مخدوم محی الدین (حضور نگر) - مسٹر اسپیکر، اس انوان کے سامنے
راج برمکھ صاحب کا جو اڈریس پیش ہوا ہے اس پر بہت سے معزز ارکان نے اپنی رائے
کا اظہار کیا ہے۔ میں بھی مختصر طور پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا کیونکہ میرے
لئے صرف بندہ منٹ رہ گئے ہیں۔ میں سمجھ رہا تھا اور جائز طور پر سمجھ رہا تھا کہ
راج برمکھ صاحب کا جو خطبہ ہوگا وہ حکومت حیدرآباد کی بالاسی کا آئینہ دار ہوگا اور ہم یہ بھی
توقع کر رہے تھے کہ راج برمکھ صاحب کی جو حالت ہے عوام آج جن مسائل سے دوچار
ہیں ان کا اس خطبہ میں جائزہ لیا جائے گا۔ کیونکہ جب تک ان مسائل کا جائزہ
نہ لیا جائے آئینہ کے بروگرام کا تعین مشکل ہوگا مگر مجھے بیحد مایوسی ہوئی کہ
راج برمکھ صاحب کا جو اڈریس ہے وہ اوس رپورٹ کا جو ہمیں سلائی کی گئی ہے ایک چھوٹا
ما حصہ ہے۔ کل ان ہی باتوں کو ہمارے معزز رکن جنہوں نے راج برمکھ صاحب کا شکریہ
ادا کرنے کی قرار داد کے سلسلہ میں تفریر فرمائی تیسری مرتبہ دہرایا لیکن انہوں نے
ایسی چیزوں کو دہرایا جنہیں سن کر ہمارے معلومات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اور کیسے
ہو سکتا ہے جب کہ کہی ہوئی باتوں کو چپا چپا کر دہرایا جائے۔

اوس وقت کی کا بیٹھہ برنو کا فیڈنس موشن (No Confidence Motion)
جو پیش کیا گیا تھا اور اس سلسلہ میں جن باتوں کا اظہار کیا گیا تھا اور اس کے بچاؤ کے
لئے اوس طرف کے وزراء اور معزز ارکان نے جو دلائل پیش کئے تھے وہ اوس تمام باتوں کو
ملحوظ رکھتے ہوئے کہ وہ پرستار (پرستار) یا رزلوشن جو پیش کیا گیا تھا اتنا
حارثی ہے اور اس قابل ہے کہ اس کو پیش نظر رکھا جائے چنانچہ راج برمکھ صاحب نے
یہ سمجھ کر کہ سارے عوام اور اپوزیشن کے سارے ارکان حکومت کے یکساں کارناموں سے
واقف ہوں محض اس نکتہ نگاہ سے انہوں نے اپنے کارناموں کی فہرست پیش کی ہے بشرطیکہ
یہ کارنامے کھلائے جاسکیں۔ اس کو ملحوظ نہیں رکھا گیا کہ حالات کا تقاضہ کیا ہے۔
عوام کی ضروریات کیا ہیں۔ عوام اس خطبے سے مایوس ہیں۔ حیدرآباد کے کیا حالات
ہیں ان کا بار بار ہم نے ذکر کیا ہے۔ حکومت کے علم میں تمام چیزیں لائی گئی ہیں۔
مرہٹواڑی میں حالانکہ قحط کے آثار ہیں اس کو اسکیبوسٹی (Scarcity)
سے تعبیر کیا گیا ہے۔ نہ صرف مرہٹواڑی میں بلکہ ریاست کے دوسرے اضلاع میں بھی
یہی حالات ہیں۔ تلنگانہ میں بھی ان ہی حالات سے دوچار ہے۔ چنانچہ ورنگل میں ایسے کئی
واقعات پیش آئے ہیں۔ پالونچہ۔ نلگنڈہ اور دوسرے کئی مقامات میں قحط کے آثار ہیں۔

حکومت کے علم میں یہ باتیں لائی گئی ہیں وہاں جانور مر رہے ہیں چارہ نہیں مل رہا ہے اور انسانوں کے لئے غذا میسر نہیں ہے۔ میں خود ان واقعات کا ذاتی طور پر مشاہدہ کر چکا ہوں اور آنے جانے والوں سے بھی ایسی خبریں مل رہی ہیں۔ خاص طور پر نلنگا نے میں بعض مقامات ایسے ہیں جہاں غذائی اجناس دستیاب نہیں ہو رہی ہیں۔ بانی میسر نہیں آ رہا ہے۔ جانوروں کے لئے چارہ نہیں ہے۔ کئی عورتیں بچے مرد ایسے ہیں جنہیں بھوکا سونا پڑتا ہے۔ دوسری چیز یہ کہ بعض مقامات پر اب صرف ایک مہینہ کا چاول یا جوار باقی ہے۔ دیہات کی آبادی کے سامنے یہ ایک اہم سوال بنا ہوا ہے کہ ایک مہینے کے بعد کیا کریں گے۔ کہا جاتا ہے کہ کاشتکاروں کے پاس اناج نہیں ہے تو وہ بازار سے خریدیں گے لیکن کیسے خریدیں گے؟ بیسہ ہونو نا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ بیسہ کہاں سے آئے۔ قرض لینا پڑیگا۔ مگر غور طلب ہے کہ قرض کسے ملتا ہے؟ کون قرض دے گا؟ بہر حال غذا کا مسئلہ بہت بھانک شکل اختیار کر گا انسان کی ضروریات میں سب سے اہم غذا کا مسئلہ ہے اور راج پر مکھ نے اس مسئلہ کو اپنے اڈریس میں انتہائی تیز بنے بن سے نظر انداز کر دیا گیا ہے ایسے مسئلہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جس سے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ انسانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ مزدوروں۔ درسانی طبقہ اور ملازمین سرکار کی زندگی کن مشکلات سے گزر رہی ہے اس کا اندازہ نہیں کیا گیا ہے۔ کتنی گرانی ہے۔ کتنی بیروزگاری ہے۔ کتنے کارخانے بند ہو رہے ہیں۔ مزدوروں پر کام کا کتنا بوجھ پڑ گیا ہے۔ کتنے لوگ بے گھر ہونے کی وجہ سے پریشان ہیں ان تمام مسائل پر ایک جمہوری حکومت کو بشرطیکہ وہ جمہوری حکومت ہو غور کرنا چاہئے مگر افسوس کہ راج پر مکھ نے جو اڈریس دیا ہے اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔

اڈریس میں بتایا گیا ہے کہ ڈی کنٹرول (Decontrol) کی پالیسی کی

وجہ سے قیمتوں میں کمی ہو رہی ہے۔ یہ رجحان صحیح نہیں ہے کہ قیمتیں گھٹ رہی ہیں۔ میرے پاس حکومت حیدرآباد کے دئے ہوئے اعداد و شمار ہیں۔ اگر وہ میں پیش

کروں تو معلوم ہوگا کہ کاسٹ آف لیونگ انڈکس (Cost of living index)

بڑھ گیا ہے۔ حکومت کے دئے ہوئے اعداد و شمار اس کے شاہد ہیں۔ مثال کے طور پر میں

کھونٹا کہ مارچ اور اپریل کا مہینہ ایسا ہے جبکہ ہندوستان کے انڈر سلیمپ (Slump)

آیا ہے۔ خاص طور پر ایسے ممالک میں جہاں جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مارچ میں

جن غذائی اجناس کا انڈکس (۳۳.۹۰۳۳۵-۳۳.۲۲) تھا اور ستمبر میں (۳۹.۲۳۸۳) ہوا

اور اس کے بعد بڑھتے بڑھتے (۴۱.۸۴۴۱۳) تک پہنچ گیا۔ بحیثیت مجموعی قیمتیں بڑھ گئی

ہیں۔ جنرل انڈکس (General index) بڑھ گیا ہے۔ ٹریڈری بچس کے

آنریبل ممبرس کا یہ کہنا کہ قیمتیں گھٹ رہی ہیں صحیح نہیں ہے۔ اگر حکومت کی

پالیسی رہے تو عوام کی فلاح و بہبود کے سامان مہیا نہ ہو سکیں گے۔ آج جبکہ دنیا

بڑے سنگھٹ (Sunk) سے گزر رہی ہے کسان بھی بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں۔

حکومت کو اسکا خیال کرنا چاہئے کہ قیمتوں میں اضافہ نہو۔ بیروزگاری بڑھتی جا رہی ہے۔ مزدوروں سے زائد کام لیا جا رہا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ کاسٹ آف لیونگ انڈکس بڑھتا جا رہا ہے جو فیوری میں (۱۵۵) تھا نو اپریل سنہ ۵۲ ع میں (۱۶۳) ہو گیا۔ اسطرح ملازم پیشہ طبقہ کی حالت بھی بری ہے۔ ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ نے اپنی کسی ایسی پالیسی کا تذکرہ نہیں کیا جن سے یہ مسائل حل ہو سکیں۔ برخلاف اسکے انڈسٹریز کے تعلق سے ایسی پالیسی حکومت نے اختیار کی ہے جس سے قومی دولت میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔

سرمیکل اور سرپرور ملز کے بارے میں خاص طور پر ہندوستان کے چوٹی کے میناپاسٹ (Monopolists) کیا پٹلسٹ (Capitalists) اجارہ دار برلا کو دینے کا جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ سراسر غلط ہے اور عوام کے مفادات کے خلاف ہے۔ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں یہاں کی صنعتوں کو دیکر انک ایسی فضا بنار کیا جا رہی ہے جس سے باہر کے کیا پٹلسٹس (Capitalists) کے ہاتھ میں ہاری صنعتیں چلی جائیں۔

آلویں مثل ورکس۔ تاج گلاس ورکس۔ تاج کلمے ورکس کے بارے میں میں یہ کہہونگا کہ آلویں مثل ورکس کا (۲۷) لاکھ کا کیا پٹل ضائع ہوا ہے۔ چار ہزار مزدوروں کی بجائے اسوقت نو سو مزدور کام کر رہے ہیں۔ اسکے باوجود راج پرمکھ صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ کہا ہے کہ ہمارا کیا پٹل (Capital) بڑھ رہا ہے۔ وہ جانتے نہیں ہیں کہ کارخانے کس طرح چل رہے ہیں اور کتنے کارخانے ایسے ہیں جنکی تالہ بندی کی فوٹ آچکی ہے۔ عثمان شاہی اور اعظم جاہی ملز کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہاں کی پیداوار بڑھ رہی ہے مال زیادہ بن رہا ہے۔ پیداوار کیسے نہیں بڑھیگی اور مال کیوں زیادہ نہیں بنے گا جبکہ ایک ایک مزدور کو دو دو مانچوں کی بجائے چار چار سانچے چلانے پر مجبور کیا جاتا ہے؟ مزدور پر کام کا بوجھ تو بڑھ رہا ہے لیکن اسکی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اسکی مالی مشکلات میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

ہٹی گولڈ مائنس کا بھی یہی حال ہے۔ پہلے نو سو اونس سونا نکلتا تھا اب گیارہ سو اونس نکلتا ہے۔ مزدور اتنے ہی ہیں لیکن پروفیکشن بڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ انٹنسٹی آف ورک (Intensity of work) بڑھ گیا ہے مگر افسوس ہے کہ راج پرمکھ صاحب نے یہ نہیں بتایا۔ ایک طرف تو مزدور پر کام کا بوجھ بڑھ رہا ہے اور دوسری طرف یہ کہ انکے ضروریات زندگی پوری نہیں ہو رہی ہیں۔ جب انکے بونس (Bonus) کا سوال آتا ہے تو حکومت انکو نوٹس دیتی ہے۔ بونس نہیں دیا جاتا۔ ایسی صورتوں میں وہ ہڑتالیں نہ کریں نو کہا کریں؟ آنریبل ممبرس جانتے ہیں کہ آج مزدوروں کی کیا حالت ہے۔ ان مزدوروں کا ہونینگ کنڈیشن (Housing condition) کیا ہے؟ ہونینگ اسکیم (Housing scheme) کا ذکر کیا گیا ہے کہ حیدر آباد میں

دس ہزار مزدوروں کیلئے مکان تعمیر کئے جائینگے اور جن مزدوروں کو مکانات دئے جائینگے اُن سے دس فیصد کرایہ مکان لیا جائیگا یعنی جس مزدور کو سو روپیہ ملتے ہیں اسکو دس روپیہ کرایہ دینا پڑیگا۔ لیکن میں آپکو بتاؤں کہ یہاں کا مزدور اس قابل نہیں ہے کہ وہ دس فیصد کرایہ ادا کر سکے۔

ہٹی کے مزدوروں کا مسئلہ جسکی وجہ سے اتنی بدنامی ہوئی اتنی تباہی ہوئی کیا ہے؟ ہٹی کا واقعہ اس حکومت کے ماتھے پر انک بدنامی داغ ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ (۹ فٹ - ۱۳ فٹ) کا ایک کمرہ ہے جو ان مزدوروں کو دیا گیا ہے اس میں (۲۶) آدمی رہتے ہیں۔ ایک ایک کمرے میں سات سات فیملیز (Families) رہتی ہیں جنہیں کیو (Queue) بنا کر ایک چولہے پر بکانا پڑتا ہے۔ اتنی بڑی فیملی بیوی بچوں کو لکر ایک غریب مزدور اس جہنم کے کونے میں گزارتا ہے۔ یہی وہ وجوہات ہیں جن پر کئی دنوں تک ہڑتال ہوئی۔ ہاؤس کے سامنے ان چیزوں کو لایا گیا ہے۔ کتنا اکیوٹ (Acute) سوال ہے؟ اس بارے میں حکومت حیدرآباد نے کوئی اسٹیٹمنٹ (Statement) نہیں دیا اور نہ راج پر مکہ صاحب نے اسکا کوئی ذکر کیا۔ ہمیں یہ دیکھ کر مایوسی ہوتی ہے کہ ایسے مسائل کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا۔ مزدوروں کے بارے میں کسی بالیسی کا اظہار نہیں کیا گیا کہ انکے مسائل کے حل کی بھی کوئی صورت نکالی جائیگی یا نہیں۔ یہاں وہی پرانے چال چلی جا رہی ہے۔

وی۔ وی۔ گری صاحب نے جو سنٹرل گورنمنٹ کے وزیر ہیں کہا تھا کہ تمام کارخانوں میں ایک ایک یونین ہونی چاہئے۔ دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں یہاں کی حالت قابل افسوس ہے۔ یہاں یونین ہے تو ایسی ہے جو نمائندہ یونین ہے۔ اسکے ذریعہ کلکٹیو بارگیننگ (Collective bargaining) کیجاتی ہے۔ کارخانے کا مالک ان سے بات تک نہیں کرتا۔ جو مالک کارخانہ خلاف ورزیاں کرتے ہیں پولس انہیں تو نہیں پوچھتی اٹھے مزدوروں کو پکڑتی ہے۔ زندہ طلسمات کے کارخانہ دار پر کس (Case) نہیں چلایا جاتا۔ وہ قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو نوکر رکھتا ہے اسکے خلاف مقدمات نہیں چلائے جاتے۔ ہاں مزدوروں کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ ان پر مقدمے چلائے جاتے ہیں۔ مزدوروں کے بارے میں آپکی حکومت کی یہ بالیسی ہے۔ ان باتوں پر توجہ نہ کر کے راج پر مکہ نے اپنے کارناموں کی تفصیل سنائی ہے۔ ۳-۴ ستمبر کی پولس فائرنگ (Police firing) کا ذکر انہوں نے اپنے خطبے میں نہیں کیا جس میں معصوم بچوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ فائرنگ سے متعلق تحقیقاتی کمیشن نے جو رپورٹ گورنمنٹ کے آگے پیش کی ہے انکو عوام جانتا چاہتے ہیں۔ آخر عوام کے بیانات لئے گئے وکلاء نے پیروی کی اسکا نتیجہ کیا نکلا؟ عوام نے اخبارات کے ذریعہ مطالبہ کیا کہ وہ فیصلہ عوام کے آگے رکھا جائے۔ اگر گورنمنٹ سے غلطی ہوئی ہے تو اسکا اظہار بلا کسی جھجک کے کر دینا چاہئے اور گورنمنٹ کو معافی چاہنی چاہئے۔ لیکن

اب تک یہ نہیں بتایا گیا کہ کیا فیصلہ ہوا۔ حتیٰ کہ راج پرمکھ کا اڈریس بھی اس خونین داستان کے بیان کرنے سے قاصر رہا۔

حکومت نے یہ بھی کہا تھا کہ حالات درست ہونے پر وہ جمہوری طریقے رائج کریں گی۔ حکومت نے یہ کہا تھا کہ ہم حالات درست ہونے پر ایک عام جمہوری طریقہ پر ڈٹینیوز کو رہا کریں گے۔ یہ صحیح بات ہے کہ آج چار ڈٹینیوز (Detenus) کو رہا کر نیکا آپ اعلان کر رہے ہیں۔ لیکن ایک طرف تو یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم انکو رہا کریں گے لیکن اسوقت دوسری طرف اکثر مقامات پر جہاں کسان اور مزدور کام کرتے ہیں وہاں کام کرنے والے ٹریڈ یونین کے لوگوں کو کام کرنا مشکل بنایا جا رہا ہے۔ محبوب نگر میں کوئی لوگ ڈال کے ڈال رہے ہیں لیکن کمیونسٹوں کو یہ کہہ کر کہ وہی ڈاکہ ڈال رہے ہیں گرفتار کیا جا رہا ہے۔ حضور نگر میں پچاسوں ایسے کیس ہیں کہ دفعہ ۱۱۰ کے تحت کسان اور کارکنوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے رامائن نگر میں لوگوں کو ہکڑ کر بند کیا جا رہا ہے اس میں موجودہ اسمبلی کے بھی کچھ ممبران ہیں جنکو ہکڑ کر ان پر مقدمہ چلائے جا رہے ہیں۔ کچھ سال پہلے جن لوگوں کو ایک جرم کے

چارج میں ہکڑ کر گرفتار کیا گیا تھا انکو بھر سے اسی جرم کے لئے ہکڑا جا رہا ہے اور ان پر کیس چلائے جا رہے ہیں ایسے لوگ ہیں جو ہمارے ساتھی ہیں جنکو ایک وقت جیل کے اندر بند کر کے رکھا گیا تھا لیکن بولس ان پر کیس نہیں چلا سکتی تھی اس لئے رہا کیا گیا تھا انکو اب آر.سی.ایکٹ کے تحت ہکڑ کر انکے عوامی کاروبار اور تنظیم میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں نے یہ دیکھا کہ ایک نئی بات یہاں پر پیدا ہو رہی ہے یہاں ایک طرف عوام کی طاقت بڑھ رہی ہے وہاں بولس کا تشدد جاری ہے میں حکومت کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ سچ سچ جمہوریت کے طریقہ پر کاروبار چلانا چاہتے ہیں تو اسے ان لوگوں پر چلائے جانے والے کیس کو واپس لینا چاہئے۔ اور انکے وارنٹس (Warrants) کو بھی واپس لینا چاہئے۔ اسکو اپنی ربریشن (Repression) کی پالیسی کو چھوڑ دینا چاہئے۔ یہ جو سنکٹ (سنکٹ) ہے اسکو دبانے کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ آپ عوامی تنظیم کے کاربہ کرتاؤں کو (کاربہ کرتاؤں کو) کیس میں پھنسا کر اپنے مسائل حل کرنیکی کوشش کریں گے تو وہ ممکن نہیں ہے۔ آپ اس پالیسی کو چھوڑ دیجئے۔ لوگوں کو کیس میں ڈال کر جیلوں کے اندر بند کر کے آپ سنکٹ کو دور نہیں کر سکتے۔ میں یہ توقع کرتا ہوں کہ حکومت اس پر غور کر کے عام معافی کا اعلان کریں گی۔ آج لوگ بیگناہ گرفتار ہو رہے ہیں تشدد بڑھتا جا رہا ہے ٹارچرس (Torchers) ہو رہے ہیں۔ پولس کے ذریعہ پیرحمی سے ستایا جا رہا ہے۔ مارا اور پیٹا جا رہا ہے۔ جہاں ڈاکو ڈال کے ڈال رہے ہیں وہاں کمیونسٹوں کو ڈاکو کے ڈالنے کے الزام میں مارا اور پیٹا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اپنی اس پالیسی میں تبدیلی کریں گی۔ ہر تنظیم کو اپنا کام کر نیکا پورا اختیار ہونا چاہئے۔

آخر میں میں ایک بات عرض کرونگا جو کہ کانچ (Coinage) کے
سلسلہ میں ہے ۔ (Bell)

ٹائم ختم ہونیک گھنٹی بجی صرف ۲ منٹ میں میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ حالی
سکہ جا کر یہاں اب جلد ہی کلدار سکھ چلنے والا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسکی وجہ سے
جاگیر شاہی رکاوٹیں تھیں اور ہندوستان کے مارکٹوں اور بازاروں کو اکھٹا کرنے میں
جو دقتیں تھیں وہ دور ہوئگی ۔ اسلئے یہ ماننا بڑیگا کہ یہ ایک بہت ہی مناسب قدم حیدرآباد
کی حکومت کے طرف سے اٹھا جا رہا ہے لیکن ساتھ ساتھ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اسکی وجہ
سے عارضی طور پر قیمتیں بڑھیں گی ۔ وہ کئی بڑھیں گی ۔ یہ نہیں کہا جاسکتا اب جو
۱۶۔۱۰۔۸ جو بٹاؤں کا ہوا ہے انہی نو قیمتیں نہیں بڑھیں گی اس لوگوں کا خیال ہے ۔
لیکن اندازہ ہے کہ ۱۰ تا ۱۱ فیصدی قیمتیں ضرور بڑھیں گی ۔ اس تبدیلی کیوجہ سے جو
ہول سیل ڈیلرس (Whole-sale dealers) ہیں انکی قیمتوں میں زیادہ فرق
نہیں پڑیگا لیکن جو رٹیل ڈیلرس (Retail dealers) ہیں اور جو چھوٹے
سکوں میں لین دین کرتے ہیں ان پر اسکا بہت بڑا اثر ہوئیگا ڈرہے ۔ جو غرب طبقہ کے لوگ
ہیں خاصکر چھوٹا بیوار کرنے والے یا چھوٹی منخواہ ہانے والے ان پر اسکی بہت بڑی مار
آندوالی ہے ۔ سال کے طور پر نرکاری خریدنے کا سوال لیجئے ۔ نرکاری بیچنے والے کو تین
پیسے کی نرکاری دینی ، بڑی ہے ۔ ہان والے کو تین پیسے میں ہان دینا پڑتا ہے ۔ اس طرح
سے روزمرہ کی زندگی کیلئے نہایت ضروری چیزیں جیسے کہ نمک سرچ آنا دال وغیرہ ان کے
خریدنے میں غریب لوگوں پر بڑی مصیبت پڑے والی ہے ۔ اگر چھوٹے سکے میں بھی
تبدیلی کیجائے تو غریبوں کو بہت تکلیف اٹھانا پڑے گی ۔ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت
اس بارے میں اپنی پالیسی ظاہر کر دے ۔ ہماری توقع تھی کہ فنانس منسٹر صاحب اس
بارے میں کچھ روشنی ڈالینگے لیکن انکے اسٹیمینٹ میں کچھ بھی نہیں کہا گیا ۔ میں
سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں حکومت اپنی پالیسی کا اعلان کریگی ۔ ہمارا اندازہ ہے کہ
قیمتیں حالی کی جگہ کلدار ہونے سے اتنی زیادہ نہیں بڑھیں گی لیکن یہ بھی نہیں ہے کہ
جنہی قیمتیں آج ہیں اتنی ہی رہیں گی ۔ جو چھوٹے سکوں کا استعمال کرنے والے لوگ ہیں
ان پر اسکا بوجھ پڑے والا ہے اسلئے جو لوپیڈ (Low paid) اسٹاف ہے یعنی
جو ۱۵۰ روپیے تک تنخواہ پاتے ہیں انکے بارے میں سنٹ پرمینٹ نیوٹرلائزیشن
(Cent per cent neutralisation) ہونا چاہئے ۔ جنکو ۱۰۰ یا دیڑھ سو روپیہ
حالی ملتا ہے انکو اتنا ہی کلدار ملنا چاہئے ۔ اور اسکے اوپر تنخواہ پانے والوں کیلئے
دس پرمینٹ تک نیوٹرلائزیشن کیا جاسکتا ہے ۔ ہمارے مارکٹوں میں اسٹابلیٹی
(Stability) آنے تک چھوٹے سکوں کا چلن جاری رکھنا چاہئے ۔ حالانکہ اسمیں بتایا
گیا ہے کہ دھیرے دھیرے سکے میں تبدیلی کیجائیگی ۔ اور ایک سال تک لوگ حالی
سکہ واپس کرسکیں گے ۔ لیکن اسکے بارے میں کوئی مقررہ تاریخ طے نہیں کی گئی ہے ۔ بہت

می بانی عرض کرنی ہیں۔ لیکن وہ میں بجٹ کے موقع پر کہوں گا۔ ایک بات آخر میں یہ کہنی پڑی ہے کہ اس اڈرس کو دیکھ کر مجھے بڑی مایوسی ہوئی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت موجودہ حالات سے بے خبر ہے۔ اس سے یہ اندسہ ہوا ہے کہ عوام کی جو ضروریات ہیں کھانے سے روٹ کٹڑے کی۔ اسکی خبر آخر حکومت کو ہے یا نہیں؟ میں جانا ہوں کہ یہ چیزیں اسی ہیں جنکے بارے میں بجٹ کے وقت بات جب ہو سکتی ہے لیکن عوام کی جو ضروریات ہیں ان پر اس خطبہ میں کسی قسم کی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے اور عوام کو ایجیٹ رلف (Immediate relief) دینے کے بارے میں کانگریس نے جو وعدے کئے تھے انکو بھی پورا نہیں کیا گیا ہے۔ اور انکے بارے میں بھی کوئی روشنی اس میں نہیں ڈالی گئی ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:- اب ہاؤس اڈجرن ہوا ہے ہم بائج بجرڈس منٹ پر مہینگے۔

The House re-assembled after recess at ten minutes past Five of the Clock.

[Mr. Speaker in the Chair.]

Mr. Speaker : We shall now take up the amendments.

Shri Ankush Rao Ghare : I beg to move that at the end of the Motion the following be added, namely,

“But regret to note that the Government has not completed the task of bringing the ex-Jagir villages on par with the Diwani villages ; and the grant of 25 % relief in assessment has not been given uniformly in respect of all such ex-jagir villages ”.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“That at the end of the Motion the following be moved ; namely,

‘But regret to note that the Government has not completed the task of bringing the ex-jagir villages on par with the Diwani villages ; and the grant of 25 % relief in assessment has not been given uniformly in respect of all such ex-jagir villages ’.

Shri Viswas Rao Patel : Sir, I beg to move :

“That at the end of the Motion the following be added namely,

‘ But regret that the amount sanctioned by the Government for relief work in some parts of the State in general and in Marathwada in particular has been very meagre and inadequate compared to the gravity of the situation ’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that the amount sanctioned by the Government for relief work in some parts of the State in general and in Marathwada in particular has been very meagre and inadequate compared to the gravity of the situation ’.

Shri Viswas Rao Patel : Sir, I beg to move :

“ That at the end of the Motion the following be added namely,

‘ But regret that adequate steps have not been taken by the Government to eradicate corruption in public service ’

Mr. Speaker : Amendment moved :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that adequate steps have not been taken by the Government to eradicate corruption in public service ’.

Shri Bhagwanrao Boralkar : Sir, I beg to move :

“ That the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that in spite of the declared policy of the Government to make primary education free and compulsory in State no provision has been created to realise this idea ’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that in spite of the declared policy of the Government to make primary education free and compulsory in State no provision has been created to realise this idea ’.

**Shri U. K. Nagaiah* : Sir, I beg to move :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret to note that the Government has been callously silent over the growing miseries of the scheduled tribes without envisaging any measures for their social and economic betterment ’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret to note that the Government has been callously silent over the growing miseries of the scheduled tribes without envisaging any measures for their social and economic betterment ’.

Shri Makhdoom Mohiuddin : Sir, I beg to move :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that the address does not lay down adequate policy regarding the working class and it does not suggest any plan as to fixing up of basic wage, linking up of dearness allowance with index number, providing bonus and other social security measures, recognition of unions and adequate housing, and, in general, provisions to meet unemployment consequent to schemes of rationalisation ’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that the address does not lay down adequate policy regarding the working class and it does not suggest any plan as to fixing up of basic wage, linking up of dearness allowance with index number, providing bonus fund and other social security measures, recognition of unions and adequate housing and, in general, provisions to meet unemployment consequent to schemes of rationalisation. ’

* As the hon. Member could not read the amendment in English standing in his name, hon. the Speaker read the amendment for him.

Mr. Speaker : The next amendment, standing in the name of Shri S. Ramanadhan, need not be moved as it is practically the same as amendment No. 6, moved by Shri Makhdoom Mohiuddin.

(Amendment No. 7 not moved).

Shri V. D. Deshpande : I beg to move :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that the working of the five-year plan does not really industrialise Hyderabad and give fillip to agriculture as to solve the problem of poverty, hunger and unemployment ’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that the working of the five-year plan does not really industrialise Hyderabad and give fillip to agriculture as to solve the problem of poverty, hunger and unemployment ’.

Shri V. D. Deshpande : I beg to move :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that the proposed conversion of Osmania University to the Centre is not as yet abandoned and no policy is laid down to constitute it as providing for the University Education in all the major languages of the State ’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that the proposed conversion of Osmania University to the Centre is not as yet abandoned and no policy is laid to constitute it as providing for the University Education in all the major languages of the State ’.

Shri Makhdoom Mohiuddin : Sir, I beg to move :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that the policy of the Government regarding development of industries is unhelpful, inadequate and inefficient inasmuch as (a) the Government-run-industries are not run with efficiency and due regard to the welfare of the workers ; (b) no adequate fillip is given to local industries and the existing managing agencies are being transferred to monopolists ; and (c) there is no basic plan of industrialisation ’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that the policy of the Government regarding development of industries is unhelpful, inadequate and inefficient inasmuch as (a) the Government-run-industries are not run with efficiency and due regard to the welfare of the workers ; (b) no adequate fillip is given to local industries and the existing managing agencies are being transferred to monopolists ; and (c) there is no basic plan of industrialisation ’.

Shri Makhdoom Mohiuddin : Sir, I beg to move :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that no concrete steps are being contemplated to arrest the growing unemployment in the State to provide work or relief to those who are already unemployed ’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that no concrete steps are being contemplated to arrest the growing unemployment in the State to provide work or relief to those who are already unemployed ’.

(۱۰) شری گوپڈی گنگا ریڈی - میں حسب ذیل ترمیم نوامیگر صاحب کے پیش شدہ شکریہ کے پرستاؤ میں پیش کرنا چاہتا ہوں -

”حسب ذیل جملے درستاؤ کے آخر میں بڑھانا چاہتا ہوں -

لیکن افسوس کی بات ہے کہ منجانبہ میونسپل باڈیوں میں نامزدگی کے اصولوں کی متعدد بار اور شدید مخالفت کے باوجود حکومت نے اس جانب اپنی پالیسی کی تبدیلی کا ذکر نہیں کیا - اور گوکہ گرام پنچایتوں کو اپنے کاروبار انجام دینے کا کام سونپا گیا ہے لیکن حکومت کی جانب سے مناسب مالی امداد اور ہدایات نہیں ملتے جس کی وجہ سے وہ کم و بیش معطل ہو گئے ہیں -

Mr. Speaker : Amendment moved :

“But regret to note that in spite of vehement and emphatic protest to the principle of nomination of members to the elected local bodies Government have not shown any change of policy in this direction. That though the village panchayats have been entrusted with the work of local affairs due to lack of financial help and proper direction from the Government, they have more or less become defunct.”

(*Shri G. Rajaram* : Mover of amendment No. 11, was found absent in the House and so the amendment standing in his name was not moved.)

(*Shri Sham Rao Naik* : Mover of amendment No. 12, was found absent in the House, and so the amendment standing in his name was not moved.)

Shri Ch. Venkat Ram Rao : I beg to move :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that adequate steps have not been taken for the repatriation of the Police forces who are here on deputation and that no mention has been made of the repatriation of the officers in the various Government Departments’

Mr. Speaker : Amendment moved.

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that adequate steps have not been taken for the repatriation of the Police forces who are here on deputation and that no mention has been made of the repatriation of the officers in the various Government Departments ’.

Shri K. Ramachandra Reddy : Sir, I beg to move :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely, -

‘ But regret that effective steps have not been taken to stop immediately the eviction of tenants from lands which is going on on large scale ’.

Mr. Speaker ; Amendment moved.

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret that effective steps have not been taken to stop immediately the eviction of tenants from lands which is going on on large scale ’.

Shri K. Ramachandra Reddy : Sir, I beg to move :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret to note that the special laoni rules prevalent are quite inadequate ’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘ But regret to note that the special laoni rules prevalent are quite inadequate ’.

Mr. Speaker : Amendment No. 16, standing in the name of Shri Vaman Rao Deshmukh, is practically the same as amendment No. 2, moved by Shri Viswasrao Patel. This amendment need not therefore be moved.

Shri Uddhav Rao Patil : Sir, I beg to move :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret to note that the amount sanctioned for the rehabilitation of the displaced persons is quite inadequate and even that amount has not been properly used’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret to note that the amount sanctioned for the rehabilitation of the displaced persons is quite inadequate and even that amount has not been properly used’.

Shri Makhdoom Mohiuddin : Sir, I beg to move :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that no steps are contemplated to prevail upon the Government of India to take measures for—(a) disintegration of Hyderabad State on the linguistic basis, (b) reconstitution of the adjoining provinces on the basis of language and culture, (c) integration of the linguistic regions of Hyderabad State into corresponding reconstituted linguistic provinces; (d) integration of the Telugu speaking area immediately in the proposed Andhra State’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

“But regret that no steps are contemplated to prevail upon the Government of India to take measures for (a) disintegration of Hyderabad State on the linguistic basis, (b) reconstitution of the adjoining provinces on the basis of language and culture, (c) integration of the linguistic regions of Hyderabad State into corresponding reconstituted linguistic provinces; (d) integration of the Telugu speaking area immediately in the proposed Andhra State”.

Shri B. D. D'shmukh : Sir, I beg to move :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

“But regret that though conditions of scarcity and famine exist over wide areas of the State adequate steps for famine relief are not taken’.

Mr. Speaker : Amendment moved:

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that though conditions of scarcity and famine exist over wide areas of the State adequate steps for famine relief are not taken’.

Shri K. V. Rama Rao : Sir, I beg to move :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that no policy is laid down to declare a general political amnesty leading to release forth with all political prisoners whether convicted, under-trial or detenus and despite the obvious charges being ostensibly other than political, and to cancel all warrants on politicals which will create a free and democratic atmosphere in which all political parties and groups can work legitimately’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

‘That the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that no policy is laid down to declare a general amnesty leading to release forthwith all political prisoners whether convicted, under-trial or detenue and despite the obvious charges being ostensibly other than political, and to cancel all warrants on politicals which will create a free and democratic atmosphere in which all political parties and groups can work legitimately’.

Shri K. Venkiah : Sir, I beg to move :

“That at the end of the Motion the following be added namely,

‘But regret that the present system of compulsory levy collection is not all together abandoned and a proper system of procurement of grains from the landlords on graded basis is not evolved while no steps are contemplated to arrest the increase of prices consequent on derationing and a stopping of food subsidy by the Government of India’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“That at the end of the Motion the following be added namely,

‘But regret that the present system of compulsory levy collection is not all together abandoned and a proper system of procurement of grains from the landlords on graded basis is not evolved, while no steps are contemplated to arrest the increase of prices consequent on derationing and stopping of food subsidy by the Government of India’.

Shri K. L. Narsimha Rao : Sir, I beg to move :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that adequate funds are not being contemplated to be provided for the welfare of Scheduled classes and tribes nor any adequate schemes are being worked in this respect’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that adequate funds are not being contemplated to be provided for the welfare of scheduled classes and tribes nor any adequate schemes are being worked in this respect’.

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg to move :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that the work of relief and rehabilitation to those affected before and after Police Action is halting and inadequate and no proper steps are being taken to restore their properties’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that the work of relief and rehabilitation to those affected before and after Police Action is halting and inadequate and no proper steps are being taken to restore their properties’.

Shri M. Buchiah : Sir, I beg to move :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that nothing has been mentioned about the ‘Tree to the Tapper Scheme’ which the Government failed to implement during last year and assured to be implemented this year’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

• ‘But regret that nothing has been mentioned about the ‘Tree to the Tapper Scheme’ which the Government has failed to implement during last year, and assured to be implemented this year’.

Shri K. Ananth Reddy : Sir, I beg to move :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that the Government has not contemplated and laid down a clear-cut policy to have an effective control and check the vast prevailing maladministration and corruption in the industries in which the Government has a major share’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that the Government has not contemplated and laid down a clear cut policy to have an effective control and check the vast prevailing maladministration and corruption in the industries in which the Government has a major share’.

Shri Rajmallu : Sir, I beg to move.

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that the land policy of the Government is half-hearted which does not meet the expectations of the tillers of the soil’.

Mr. Speaker : Amendment moved :

“That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret that the land policy of the Government is half-hearted which does not meet the expectations of the tillers of the soil’.

Shri G. Sreeramulu : Sir, I beg to move :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret to note that the Government have miserably failed to minimise if not root out, the growing corruption malpractices and stagnation in public services, to protect all the tenants from deteriorating condition and adverse effects resulting out of Tenancy Act due to corrupt means adopted by the feudal classes and to satisfy the people in any sector of administration.’

Mr. Speaker : Amendment moved :

“ That at the end of the Motion the following be added, namely,

‘But regret to note that the Government have miserably failed to minimise if not root out the growing corruption malpractices and stagnation in public services, to protect all the tenants from deteriorating condition and adverse effects resulting out of Tenancy Act due to corrupt means adopted by the feudal classes and to satisfy the people in any sector of administration.’ ”

Now, most of the amendments have been moved except a few. Will it be possible to finish the discussion before 7.00 P.M. today ?

Shri V. D. Deshpande : I do not think we can finish the discussion today. We have to continue it tomorrow also. According to the schedule, we have 2 days' discussion. But due to certain unfortunate incident, we could not do it. So we can continue it till tomorrow and finish it tomorrow.

Mr. Speaker : I hope, we should be able to finish the discussion by 4.0 P.M. tomorrow. After all, all the amendments put together practically aim at one conclusion. Any how, we shall try to finish by tomorrow.

Now, we shall have a general discussion on all these amendments. There are about 27 amendments of which 2 or 3 have been dropped. I do not think every mover of the amend-

ment will have a chance to speak and so I do not call upon every mover to speak. Those who stand up and catch the eye of the Speaker will be allowed to speak.

شری اننت ریڈی (نا لکنڈہ) - مسٹر اسپیکر سر - جو اڈریس ہمارے سامنے بیس کی ہے اس کے متعلق یہ کہا گیا اور بجا طور پر کہا گیا کہ یہ ایک اڈمنسٹریٹو رورٹ ہے ۔ اس کے سوا یہ کچھ نہیں ۔ حالانکہ راج پرکھ کے اڈریس کے ذریعہ حکومت کی آئندہ البیسز اور ڈبیلڈ بروگرام ہاؤس کے سامنے رکھا جاتا ہے ۔ ہم اس میں بہ چیز نہیں ہاتے ۔ اس جانب کے ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ یہ غلط ہے کہ یہ اڈریس صرف ایک رنورٹ ہے اڈمنسٹریٹو رورٹ پر ایک رورٹ ہے بلکہ اس میں کچھ البیسز اور وہ بھی نرق یافتہ سکل میں پیش کی گئی ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی ایسی البیسز پیش کی گئی ہے جس سے یہ اندازہ لگا یا جاسکے کہ بجا طور پر حکومت کا قدم آگے کی طرف بڑھ رہا ہے ۔ آنریبل ممبر نظام آباد نے اس چیز کو پیش کیا کہ حکومت دراصل اس اڈریس میں ایک کلیرکٹ (Clear cut) اور ترقی پذیر البیسز پیش کر رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں یہ ان کی دل کی آواز نہیں ہے ۔ اور یہ کہتے ہوئے سائد وہ اپنا فرض پورا کر رہے تھے یہ صرف ان کی زبان کی آواز تھی ۔ کیونکہ میں ان سے روزمرہ کی ملاقات سے ان کے دلی جذبات سے واقف ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنا ڈنڈہ کرنے کا فرض پورا کر رہے تھے ۔ حیدرآباد کے عوام یہ محسوس کر رہے تھے کہ اس ایک سالہ تجربہ کی بناء پر سیاسی زندہ گی اور معاشی ڈھانچے میں کوئی بنیادی تبدیلی ہوگی ۔ لیکن کچھ نہیں ہوا ۔ ہمارے اس کچھ ایسے مسائل تھے جنہیں آسانی سے حل کیا جاسکتا تھا ۔ جو کانسی ٹیوشن کے بند ہونے میں نہیں آتے ۔ جب ہم کوئی مطالبہ کرتے ہیں تو ٹریڈ یونینز کی جانب سے ہر مرتبہ یہی کہا جاتا ہے کہ اس مطالبہ کو پورا کرنے میں کانسی ٹیوشن مانع ہے یا یہ قانونی پابندیاں ہیں ۔ لیکن ایسے بہت سے مسائل ہیں جن میں کانسی ٹیوشن کی کوئی رکاوٹ نہیں ۔ مثال کے طور پر میں کہوں گا کہ بیروزگاری کو دور کرنے کا مسئلہ ہے ۔ انسداد گداگری کا مسئلہ ہے ۔ ان مسائل کے حل کرنے میں افکٹیو میژرس (Effective Measures) اختیار کئے جاسکتے ہیں ۔ تنخواہوں میں جو ڈسپارٹی (Disparity) ہے اس کو ٹیکل کرنا ہے ۔ آرگنائزڈ مزدوروں کو مینجمنٹ میں مساوی حصہ دینے کا سوال ہے ان مسائل کے حل کے لئے ہم کو براگزیسیو اسٹیپ (Progressive step) لینا چاہئے ۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جن کے حل میں کانسی ٹیوشن آڑے نہیں آتا ۔ حکومت انہیں حل کر سکتی ہے ۔ یہ چیزیں اہمیلی کے پریو (Purview) میں ہیں ۔ لیکن انہیں ٹیکل نہیں کیا جاتا ہم اس اڈریس میں کوئی چیز نہیں لاتے جس کے احاطہ سے یہ کہا جاسکے کہ ہمارا قدم آگے کی طرف بڑھ رہا ہے ۔ اڈریس پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسی نظام شاہی دور میں ہیں جو آج سے دس سال پہلے تھے ۔ میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ عوام جس چیز کی توقع

کر رہے تھے حکومت نے اس ایک سالہ مدت میں کچھ نہیں کیا۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ ہم عوام کا کوآپریشن (Co-operation) چاہتے ہیں۔ عوام کے سامنے فائیو اربلان (Five Year Plan) کا محض ایک خوشنما تصویر رکھ دینے سے کوآپریشن حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسی فضا پیدا کی جانی چاہئے تھی عوام میں ایک ایسا جذبہ پیدا کیا جانا چاہئے تھا جس سے عوام یہ محسوس کرتے کہ انہیں حکومت کے ساتھ کوآپریشن کرنا لازمی ہے۔ حکومت نے جو فائیو اربلان پیش کیا ہے وہ ایسے اکنامک بک گراؤنڈ (Economic background) میں پیش ہوا ہے جس سے اس کے کاماب ہونے کی توقع نہیں ہے۔ اس کے لئے اس فضا کو بدلنے کی ضرورت ہے جو نظام سماجی دور سے وزنہ میں ملی ہے۔ ان حالات میں یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ عوام اسی جوس و خروش سے اس کا سواگت کریں گے جس کی آپ توقع کر رہے ہیں۔ ان حالات میں آپ عوام کے کوآپریشن کی کیسے توقع کر سکتے ہیں۔ کوآپریشن کے لئے پہلے فضا کو تبدیل کرنا ہے۔ اور میں یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ فضا کو بدلنے میں گورنمنٹ نے کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے۔

اب میں اڈمنسٹریشن کی طرف آنریبل ممبرس کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمارے حدرآباد کا اڈمنسٹریشن بالکل گری ہوئی حالت میں ہے اور روز بروز گرتا ہی جا رہا ہے۔ مال اڈمنسٹریشن نیوٹیزم (Nepotism) کرپشن (Corruption) یہ چیزیں روزمرہ ہمارے سامنے آتی ہیں۔ اور میں یہ بجا طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس خرابی کے ذمہ دار ایک سیاسی ادارہ کے کارکن ہیں یہ وہ سیاسی ادارہ ہے جو آج حکومت پر حاوی ہے۔ میں بلاشبک و شبہ کہہ سکتا ہوں کہ آج اضلاع میں کلکٹر حکومت نہیں کرتے بلکہ وہاں کی کانگریس کے پردھان و کاریہ کرتا حکومت کرتے ہیں۔ ان کے اشاروں و حکومت چلتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ کلکٹروں اور دوسرے عہدہ داروں کے تبادلہ انکے اشارہ پر ہوتے ہیں۔ اگر کوئی عہدہ دار وہاں کے کانگریس کے کاریہ کرتاؤں کی ذمہ داری تو وہاں ٹک نہیں سکتا۔ پھر آپ کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ وہاں کا اڈمنسٹریشن افسیشن رہ سکا ہے اور لوگوں میں بھروسہ پیدا کیا جاسکتا ہے۔

دوسری چیز میں جسکی جانب ہاؤز کی ترجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ ہمارے کسانوں کا روزمرہ کا مسئلہ ہے۔ افسوس ہے کہ وہ بھی اسی طرح ہے جیسا پہلے تھا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس حکمران کے جو مختلف محکمہ جات ہیں ان میں کوآرڈینیشن (Co-ordination) نہیں ہے۔ میں نظام آباد کی انسٹنس (Instances) دیکر یہ واضح کروں گا کہ کس طرح حکمران کے مختلف محکمہ جات میں کوآرڈینیشن نہیں ہے۔ وہاں تالاب ٹوٹ گئے ہیں۔ وہاں کے تالابوں کے ماٹ مسدود ہو گئے ہیں جو

چار پانچ ہزار کے صرفہ سے درست ہوسکتے ہیں۔ آپ کو یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا کہ نظام ساگر کی وجہ سے بعض لوگ نظام آباد کو جنت سمجھتے ہیں۔ لیکن کچھ حصے اسے ہیں جو نظام ساگر سے مستفید نہیں ہوتے۔ وہاں دو تین سال سے محض قحط کے حالات نمایاں ہیں کیونکہ نالاب ٹوٹ گئے ہیں اور بانی نہیں ہے۔ مال کے عہدہ دار کہتے ہیں کہ ۳۰ ہزار سے ماگ اور ۱۰-۱۲ ہزار سے نالاب تعمیر کئے جا سکتے ہیں۔ وہ محکمہ آبپاشی کو بڑی اچھی اور لمبی چوڑی سفارش کرتے ہیں۔ لیکن یہاں آکر یہ کارروائی پڑی رہی ہے۔ یہی نہیں بلکہ لوگ آدھی رقم صرف کرنے اور کام کرنے کیلئے بھی تیار ہیں کہا یہ جاتا ہے کہ بڑا اچھا ایڈیا (Idea) ہے۔ جب وہ کام کرنے اور نصف رقم لگائے کیلئے تیار ہیں تو بھی پانچ چھ مہینے گزر جاتے ہیں اور اسکے بعد بھی کچھ نہیں ہوتا۔ لہذا جو مشکلات پہلے تھیں وہ اب بھی ویسی ہی باقی ہیں۔ اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ جو مسائل ہیں وہ صحیح طور پر حل کئے جائیں۔ جب منسٹر صاحب وہاں آتے ہیں تو وہ ایم ایل اے سے ملنے کی تکلیف گوارہ نہیں فرماتے تاکہ انکو وہاں کی مقامی حالات سے آگاہ کیا جاسکے۔ جب وہ ان سے بات چیب کرنا اور حالات سے واقف ہونا ہی پسند نہیں کرتے تو بھر کیسے امید کی جاسکتی ہے کہ حالات بہتر ہوں گے۔ اسلئے یہ چیز بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ جو کوآرڈینیشن (Co-ordination) ہونا چاہئے وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ آنریبل منسٹر فار پی ڈبلیو ڈی نے یہ کوشش کی بھی کہ ایم ایل ایز کی ایک میٹنگ بلا کر ان کے تعلق سے وہاں کے مسائل حل کریں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ کابینہ کی انک میٹنگ بلائی جائے اور محکمہ جات کے ایسے سوالوں پر غور کیا جائے جو پرائیکٹیکبل (Practicable) ہیں تب ہی ایک انڈراسٹانڈنگ پیدا ہوسکتی اور مشکلات کے حل کرنے کیلئے ایفکٹیو سوجا جاسکتا ہے۔

میرا اسٹڈنٹ انڈسٹرنرز میں کریپشن اور مال اڈمنسٹریشن (Mal Administ-ration)

کے بارے میں ہے۔ شائد میں نہیں بھول رہا ہوں تو آنریبل ممبر فرام حضور نگر نے اعظم جاہی ملز اور ہٹی گولڈ مائنس کا حوالہ دیتے ہوئے انڈسٹریز میں جو کریپشن ہے اسکی کافی وضاحت کی ہے۔ مال اڈمنسٹریشن اور کریپشن کی ایک اور مثال میں نظام شوگر فیکٹری کے سلسلہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ گذشتہ دفعہ بھی جبکہ نوکانفیڈنس موشن کے بارے میں بحث ہو رہی تھی نظام شوگر فیکٹری کا حوالہ دیا گیا اور بحث کی گئی تھی۔ یہ ایک بہت بڑی فیکٹری ہے اور حال ہی میں وہاں ایک نئی فیکٹری کا اضافہ کیا گیا ہے جس سے کہا جاتا ہے کہ پروڈکشن میں اضافہ ہوا۔ لیکن میں یہ بتلانے کی کوشش کرونگا کہ کیا واقعی اس سے پروڈکشن میں اضافہ ہوا۔ حالات بہتر ہو گئے اور مزدوروں کی تنخواہوں میں اضافہ ہو گیا؟ نہیں۔ بلکہ ایک طرف پروڈکشن میں اضافہ ہو رہا ہے اور دوسری طرف ٹرانسپورٹیشن چارجس (Transportation charges) لوگوں کو ادا کرنے پڑ رہے ہیں۔ گنے کی قیمت کم کر دی گئی ہے حالانکہ پہلے زمانہ

میں ایسا طریقہ نہیں تھا۔ آج جو برافٹ نظام شوگر فیکٹری حاصل کر رہی ہے وہ ۸۰-۷۰ لاکھ سے گھٹکر ۲۰-۳۰ لاکھ ہو گیا ہے۔ میں دعوت دے گا کہ اگر کوئی آئریبل معبر وہاں آکر یہ دیکھنا چاہیں کہ کرنشن کس انتہا پر ہے۔ اس ضمن میں اس بات کا ذکر کروں گا کہ جنرل مینیجر کاٹھے ر بولنے وقت نگرانی کی اجازت کانسٹ کاروں کی پنچایت کو دیتا ہے لیکن وہاں کا مہتمم نسیکر کہتا ہے کہ میں جنرل مینیجر کے اس حکم کو ماننے سے انکار کرنا ہوں کیونکہ کاٹھے ر بولنے وقت کاسکاروں کے یا ان کے نمائندوں کے اندر جانے سے اسکا بول کھل جاتا ہے۔ وہاں کے ملازمین جو ۳۰-۵۰ روپیہ پاتے ہیں آج لکھ پتی ہو گئے ہیں۔ انکی لاکھوں روپیہ کی بلڈنگس ہیں۔ اس چیز کو روا رکھیں تو اس انڈسٹری جس میں حکمران کا سچرینر (Major share) ہے مجھے خوف ہے کہ اسکا بھی ایک نہ ایک دن وہی حشر ہونے والا ہے جو سرور پیپر ملز اور سرسلک ملز کا ہوا ہے۔ جب ہم یو جھڑے ہیں کہ سرور اور سرسلک کمز ڈاٹاؤں اور برلاؤں کے حوالہ کر رہے ہیں نوکھا جاتا ہے کہ وہ نقصان میں چل رہے ہیں اور مجھے شبہ ہے کہ ایک دن نظام شوگر فیکٹری میں بھی وہی حالات پیدا ہوجائیں گے۔ اس کرنشن اور مال انڈسٹریشن کی جانب میں حکمران کو بوجہ دلانا چاہا ہوں۔ اگر حکومت اس انڈسٹری کو لکویڈیشن سے بچانا چاہتی ہے تو چلئے وہاں ایک آزاد کمیشن بٹھائیے اور جانچ کروائیے کہ وہاں لوگ کس طرح لوٹ پھار رہے ہیں۔

اسکے بعد آئی۔ جی کرنسی جس کے چالو ہونے کے بعد جن مشکلات کا سامنا لوگریڈ تنخواہ پانے والوں کو کرنا ہوگا اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ چھوٹے درجہ کے ملازمین جنکی تنخواہیں دو سو تک ہیں انہیں ایکویٹی تنخواہ دی جائے تاکہ سکے کی اس تبدیلی کی وجہ سے جو اچانک دھکے پہنچنے والے ہیں اس سے وہ محفوظ رہیں۔ اسلئے میں کہوں گا کہ کم از کم انٹرمیڈیری ریلیف کے طور پر کم از کم دو سال تک ایسا انتظام کیا جائے تاکہ وہ نئے سکے کے لحاظ سے اپنی ضروریات کو بھی ڈھال لیگی۔ ان چند خیالات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری کے۔ رام ریڈی (ڈپٹی - عام)۔ مسٹر اسپیکر سر۔ کانسیٹیوشنل روایات کے لحاظ سے راج پرمکھ کا آڈریس حکومت کی پالیسی کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن اس آڈریس کو جب ہم دیکھتے ہیں تو نہ صرف اس میں کوئی پالیسی ہی نظر نہیں آتی بلکہ جمہور پسند طریقہ سے سوچنے کا ڈھنگ بھی اس میں نظر نہیں آتا۔ جس طرح ایک مجرم اپنی صفائی شہادت میں یہ کہتا ہے کہ میں بڑا نیک نیت ہوں ویسے ہی ڈائریل اس آڈریس میں بھی ہیں۔ اس میں مختلف چیزیں بتلائی گئی ہیں مثلاً یہ کہ ۵۰ ہزار ایکڑ زمین ہریجنوں کو ہم نے تقسیم کی۔ لیکن حکومت کی جانب سے جو رپورٹیں ۳ مارچ تک شائع ہوئی ہیں اس میں اور اس موجودہ آڈریس میں کہیں بھی یہ نہیں بتلایا گیا کہ ہریجنوں کو اتنی زمین دی گئی جسکی وجہ سے اتنا اضافہ پروڈکشن میں ہوا اور اتنے فیملیز کو فائدہ پہنچا۔

آپکی رپورٹس میں کہیں بھی اسکا ذکر نہیں ہے کہ زمین کی منقسم سے اسکے کتنا بچ نکلتے۔ ممکن ہے کہ مقام کا نام بدلا کر دوسرے مقام کے لوگوں کو مغالطہ میں رکھا جاسکتا ہے لیکن اس ایریا کے لوگوں کو اطمینان نہیں دلایا جاسکتا۔ زمین کی منقسم کا ذکر تو کیا گیا ہے لیکن اسکی ۱۰ فیصد زمین پر بھی کاشتکاروں کا قبضہ نہیں ہے بلکہ وہ مالی مشکلات کی وجہ سے دوسروں کے قبضہ میں چلی گئی ہیں۔

دوسری چیز میں ٹینٹس کے سلسلہ میں کہوں گا۔ شائد تمام ممبران پر یہ واضح ہے کہ ٹینسی ایکٹ کے سلسلہ میں کیا چالیں چلی گئیں ہیں۔ آج رپورٹ دیا اڈریس میں پیش کرنے کیلئے ۷ لاکھ محفوظ ٹینٹس کی تعداد بتلائی گئی ہے لیکن اگر حقیقت میں دیکھا جائے کہ کتنے لوگوں کے قبضہ میں قولی زمین ہے کیونکہ اکثر اوسط طبقہ کے لوگوں کے زمین قول در ہیں اور وہ حال کی نرمی کی وجہ اور کٹ ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی گاؤں میں جائیں اور وہاں رہکر دیکھیں تو یہ واقعات انکو معلوم ہونگے جن زمینداروں کی اراضیات در قولدار ہیں وہ بھی محض ایک ڈھونگ ہے۔ زمینات بیچنے کی خاطر قولداری لکھوائی گئی ہے اور انہی کو ملا کر ۷ لاکھ قراردادوں کی تعداد بتلائی گئی ہے حقیقتاً ایک تہائی قولدار زمینداروں کے اراضیات پر منحصر نہیں ہیں۔ گزشتہ یا بیوستہ سن میں آریبل چیف منسٹر نے اس سلسلہ میں انقلاب لانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ انہوں نے انقلاب تر لایا لیکن اثنا انقلاب لانا۔ اس قانون کے تحت قبلی ہولڈنگ (Family Holding) رکھی گئی ہے ایسی بنا پر شائد تین چوتھائی قولدار ایوکٹ ہو جائینگے میں نے پہلے بھی عرض کیا اور اب بھی عرض کرنا ہوں کہ گورنمنٹ کے سوچنے کا جو اصول ہے وہ غلط ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ ایک زمانہ میں وطن داروں کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ عوام کو سامنے والے ہیں لیکن آج عوامی گورنمنٹ کے منسٹر کہتے ہیں کہ وہ ہماری حکمرانی کے کہمبے ہیں ان کی پشت اس واسطے ٹھونکی جاتی ہے کہ اس پانچ سالہ مدت میں اون برانگریزوں کے زمانے کی طرح دباؤ ڈالا جائے اور اپنی حکومت کی عمر بڑھائی جائے۔ اگر میں نہیں بھولتا ہوں تو شائد بشل پٹواریوں کی کانفرنس میں جو نلگنڈہ منعقد ہوئی تھی شری رنگا ریڈی منسٹر کے یہی الفاظ تھے۔ اس سلسلہ میں میں دوسری مثال پیش کرونگا کہ جب ہمارے سوشیل سروس کے منسٹر نلگنڈہ تشریف لائے تھے تو وہاں کے واقعات کے متعلق انکو یہ سمجھ کر کہ وہ حکومت کے ایک اہم پرزے ہیں درخواست کی گئی تھی کہ دریافت عمل میں لائی جائے لیکن انہوں نے کہا کہ ممکن ہے کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ہندوؤں کو مارے ہونگے یا ہندو ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو مارے ہونگے۔ میں کہوں گا کہ اگر اب کو سوچتا ہے تو قانون اور اصول کے تحت سوچئے۔ اس طریقہ سے اپنی پارٹی کو تقویت پہنچانے کے لئے حکمرانی کی مشنری استعمال کرنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ نلگنڈہ میں جو رپریشن ہوا اس کے متعلق اسمبلی میں ریکارڈ ہے پولیس میں ریکارڈ ہے عدالتوں میں ریکارڈ ہے جس سے یہ ثابت ہوگا کہ آج کی حکومتی پارٹی کسی پروگریسو اصول کے تحت نہیں جمہوری اصول کے تحت نہیں بلکہ

جبر سے اپنی عمر بڑھانا چاہتی ہے۔ جاگیردارانہ نظام کے زمانہ میں اکزیکیٹیو اور جوڈیشیری کی جو حالت بھی عوامی گورنمنٹ آنے کے بعد ہم دیکھے ہیں اوس میں تفاوت آنے لگا ہے۔ اسکی مثالیں اب کو عدالتوں میں ملینگی۔ چنانچہ (۱۱۰) کی جننی کارروائیاں ہیں اکثر عدالتوں سے وہ اکزیکیٹیو کو بھیجی جاتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ عوام کو ستانے کے لئے قانون کو توڑ مروڑ کر انہی مطابق بنالیا جاتا ہے۔ ممکن ہے ایوان کو اس کی خبر ہو کہ آج کل جو ڈیشیری اور اکزیکیٹیو افسرس کی کانفرنس ہو رہی ہے۔ جب یہ عمل ہو کہ جو عہدہ دار فریق کی حیثیت رکھتے ہیں وہ جو ڈیشیری کے ساتھ کانفرنس کرتے ہیں تو ایسی صورت میں ایسی کانفرنس عوام کو کہا مطمئن کر سکتی ہے۔ کیا اس طرح انصاف عمل میں لایا جائیگا۔ کیا یہی جمہوریت کے پرنسپلس (Principles) ہیں۔ اس کے بعد اڈریس میں اگر کیکلچر کا ذکر آتا ہے۔ اس کے متعلق صرف ایک یا دو سطروں میں ذکر کیا گیا ہے اور بنایا گیا ہے ہم نے ۱۲ ہزار ٹن جوار باہر بھیجی ہے۔ لیکن میں کہوں گا کہ اگر یہاں کی معاشی حالت اچھی رہنی اور ہر شخص کو بیٹ بھر روٹی ملتی تو اس سے ۱۰ گنا جوار کی بھی کھب یہاں ہوسکتی تھی۔ اب دیہانوں میں جا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہاں کے لوگوں میں قوت خرید باقی نہیں رہی۔ دوکانات نو قائم کئے جاتے ہیں لیکن پیسہ لوگوں کے پاس کہاں ہے۔ انہیں وہاں کام نہیں ملتا۔ مزدوری نہیں ملتی۔

فیمین کنڈیشن (Famine condition) کے متعلق نفرباً ۴ ماہ پہلے ہی ہم نے کہا تھا کہ نلگنڈہ کے حالات خراب ہیں۔ اکثر نعلفوں خصوصاً جنگاؤں اور دیورکنڈہ کے علاوہ باقی کی حالت خراب ہے۔ پہلے تو ہماری حکومت کے منسٹر صاحب نے اس کو ماننے سے انکار کیا کہ یہ اسکیرسٹی نہیں ہے لیکن ۳ مہینے کے بعد انکو اسکیرسٹی معلوم ہوئی۔ پھر بھی اوس کو فیمین ایریا قرار نہیں دیا گیا بلکہ اس کے لئے کچھ رقومات منظور کی گئیں۔ اس میں بھی مال پراکٹس ہو رہی ہے۔ تھوڑا بہت کام اس کے تحت نکالا گیا اور وہ کام بھی وہاں کئے گئے جہاں نائکوں کے اڈے ہیں۔ اس طرح سے عہدہ دار قانونی کام تو نہیں کرتے بلکہ صرف حکومتی پارٹی کے اشارے پر احکام دیدیتے ہیں۔ اگر ان حالات کو دور کرنا ہو تو حکومت کو چاہئے کہ ایک صحیح پالیسی بنائے۔ گزشتہ سال کہا گیا کہ ہم کو حکومت میں آگر چند مہینے ہوئے ہیں لیکن آج ایک سال بھی گزر جانے کے بعد اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ انڈسٹریز وغیرہ کے لئے کوئی واضح پالیسی لے ڈاؤن (Lay down) نہیں کی گئی۔ صرف اتنا کیا گیا کہ اس آئٹم کی کچھ رقم نکال کر اوس آئٹم میں ڈال دی گئی۔ گرنسی کی تبدیلی کے مسئلہ میں کتنے تجویزوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اوس کا کچھ لحاظ نہیں کیا گیا۔ مجھے امید ہے کہ حکومت کے منسٹرس اپنے جواب میں اپنی پوری پالیسی اور لینڈ اور ٹیننٹس کے متعلق وضاحت کرینگے۔ اس سے پہلے اس ایوان میں عدم اعتماد کی تحریک آئی۔ اس سلسلہ میں کافی بحثیں ہوئیں۔ اس کے بعد آل انڈیا کانگریس کا مشن ہوا۔ پھر اسکے بعد منسٹروں میں کمی ہوئی لیکن

نتیجہ کیا ہوا۔ حکومت وہی درانے ڈھانچے اور طرز عمل کو لئے ہوئے چل رہی۔ کچھ مدات میں اضافہ کیا گیا اور کچھ میں کمی کی گئی۔۔۔ میں یہ کہوں گا کہ اس کے لئے جمہوری طریقے سے کام کرنا ٹریگا اور اس کے لئے جمہوری طریقوں پر پلانز (Plans) بنانا پڑینگے۔ کہنے میں ہم فائو ایر پلان بنانے میں۔ لیکن اس فائو ایر پلان کیلئے بھی کہا جاتا ہے کہ فینانس (Finances) نہیں ہیں۔ میں بوجھتا ہوں کہ کیا آپ ٹیکسس عائد کر کے عوام سے روسہ لینگے۔ کیا یہ سمجھ کر کہ عوامی گورنمنٹ ہے اس لئے عوام سے روسہ لیا جاسکتا ہے۔ اب عوام سے روسہ وصول کرینگے۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو یہ ٹھیک ہوگا۔ اب کو چاہئے کہ فنڈامنٹل اصولوں میں تبدیلی کر کے فینانس حاصل کیجئے۔ آپ نے لیانڈ ریفرمس کے سلسلہ میں ایک خاص معیار پیس نظر رکھ کر فیملی ہولڈنگ قائم کیا ہے۔ ہر شخص کا جو معیار زندگی ہوتا ہے اوس کو بیش نظر رکھ کر یہ چیز سوچی نہیں گئی بلکہ جس کے پاس لینڈ ہوتی ہے اوس کے معیار زندگی کو بیش نظر رکھ کر سوچا گیا ہے۔ جاگہ دارانہ نظام میں جو اصول رائج تھے وہی اصول اب بھی چل رہے ہیں اور انہی کو مضبوط کیا جا رہا ہے۔ آخر میں مہری یہ درخواست ہے کہ حکومت انے جواب میں اپنی پالیسی کو واضح کرے۔

شری رتن لال کوٹیچہ (ناٹودا)۔ سسٹر اسپیکر سر۔ راج پرمکھ کا جو اڈریس ہوا ہے وہ گورنمنٹ کی پالیسی کا ایک اسٹٹمنٹ ہے۔ میں نو بہ کہوں گا کہ یہ اڈریس ہاری منسٹری کے کام کا ایک بچٹ ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کیا اور آئندہ کیا کرنے والے ہیں۔ جس طرح فینانسیل بچٹ ہونا ہے یہ اڈریس بھی اون کے کارناموں کا ایک بچٹ ہے۔ اس لحاظ سے راج پرمکھ نے جو اڈریس بینس کیا ہے اوس پر ہم کو سوچنا چاہئے کہ کیا یہ ایک گلوبل پکچر (Gloomy picture) ہے یا اس پکچر میں کوئی ہوب (Hope) بھی ہے۔ ہم کو یہ دیکھنا ہے اور یہ جج منٹ (Judgement) دینا ہے کہ کیا یہ بچٹ ہم کو آگے لیجانے والا ہے۔ لیکن یہ جج منٹ والے کون لوگ ہیں وہ لوگ ہیں جنہوں نے راج پرمکھ کے آتے ہی یہاں سے چلے گئے۔ ان کا بائی کاٹ (Boycott) کیا راج پرمکھ کے بھاشن پر نکتہ چینی کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ غلط اسٹیٹ منٹ ہے لیکن جب راج پرمکھ جب بہ حیثیت انسٹیٹیوشن آتے ہیں اوس وقت اون کا بائی کاٹ کرتے ہیں۔ آخر بات کیا ہے۔ مجھے تو یہ سب منٹ (Stunt) بازی دکھائی دیتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم بہادر ہیں اور اپنی بہادری اس طرح بائی کاٹ کر کے بتانا چاہتے ہیں۔ ہمارے دوست ممبر فلا اپا گوڑہ نے ایک پبلک میٹنگ میں کہا کہ جب نظام صاحب آئے تو اوس وقت کانگریس کے لوگ کھڑے ہو گئے لیکن ہم تو چلے گئے۔ غرض اس طرح بہادری بتانا چاہتے ہیں۔ لیکن میں اون سے کہنا چاہتا ہوں کہ اون کی بہادری یہاں کی حد تک ہی ہے۔ اوس وقت ان کی بہادری کہاں گئی جب ہم نظام کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے لڑ رہے تھے۔

(اپوزیشن بنچس سے) واہ وا ! وا

شری رتن لال کوٹیچہ ۔ واہ وا ! کیا ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ اوس وقت نو آب بارڈر ہر بیٹھے ہوئے تھے ۔

شری رتن لال کوٹیچہ ۔ اوس وقت نو ہم جیل میں تھے ۔ لیکن میں بوجھتا ہوں کہ کمیونسٹ پارٹی کے کتنے لوگ جیل میں گئے ؟

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ یہ نو آب حکومت سے بوجھتے اوس کے پاس شہادت موجود ہے کہ اوس وقت کمیونسٹ پارٹی کے کتنے لوگ جیل میں تھے ۔

شری رتن لال کوٹیچہ ۔ اوس وقت ہمارے دوست ممبر فار اپا گوڑہ خود بارڈر پر بیٹھے ہوئے تھے ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ ۔ یہ سب بے بنیاد الزامات ہیں جنہیں آپ کی پارٹی ثابت نہیں کرسکی ۔ میں نے پہلے بھی چیا لنچ کیا اور اب بھی چیا لنچ کرتا ہوں کہ اس کو ثابت کیا جائے ورنہ ان الزامات کو بریج آف پریویلیج کے تحت لیا جائیگا ۔

شری رتن لال کوٹیچہ ۔ آپ کی بہادری تو یہیں نظر آتی ہے ۔ لیکن جب اصل لڑائی ہو رہی تھی تو آپ لوگ کہاں تھے ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ کیا وسنت راکشس بھون کر کے مارے جانے کا واقعہ یاد نہیں ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ آرڈر ۔ آرڈر ۔

شری رتن لال کوٹیچہ ۔ اسپیکر سر میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سب سنٹن بازی ہی نظر آتی ہے ۔ ہمیں اوس پالیسی اسٹیٹ منٹ کو راج برمکھ نے اڈریس کے طور پر پیش کیا ہے صحیح نقطہ نظر سے دیکھنا چاہئے ۔ لیکن ہمارے دوست تو اس کو صحیح نقطہ نظر سے کیسے دیکھینگے ۔ اون کو تو کچھ بھی نظر نہیں آئیگا ۔

شری مخدوم محی الدین ۔ آپ ہی اوس خطبہ کو پڑھ کر دیکھئے ۔

شری رتن لال کوٹیچہ ۔ ہاں میں نے اوس کو پڑھ کر دیکھا ہے ۔ غذا کے مسئلہ کو ہی لیجئے ۔ پہلے ہمارا حیدر آباد اسٹیٹ اس سلسلہ سلف مفیشینٹ (Self sufficient) نہیں تھا ۔ لیکن ایک سال کے عرصہ میں حکومت حیدر آباد نے مناسب اسٹپس (Steps) لئے اور کم از کم مرھٹواؤہ غذا کی حد تک سلف مفیشینٹ ہو گیا ۔ تنگبہدرا ڈیام کا کام ختم کر دیا گیا ۔ دوسرے اور ڈیاس بنائے جارہے ہیں تاکہ ملک اور زیادہ سلف شفیشینٹ ہو جائے ۔ محبوب نگر میں تین سو تالاب بنائے جاچکے ہیں مزید تالابوں کی مرمت کا کام

جاری ہے۔ کیا یہ عوام کے مفاد کے کام نہیں ہیں۔ اسی طرح سے کاشتکاروں سے لیوی کی وصولی بند کر دی گئی اور اب لیوی بیوباریوں سے وصول کی جا رہی ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - دھان کی لیوی تو بند نہیں ہوئی۔

شری متیا - اس بکر سر جب ایک آنریبل ممبر تقریر کر رہے ہیں تو اون کی تقریر کو ڈسٹرب (Disturb) کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ درخواست کرونگا کہ اس کو روک دیا جائے۔

ایک آنریبل ممبر - آپ بھی تو ڈسٹرب کر رہے ہیں۔

شری متیا - میں کہاں ڈسٹرب کر رہا ہوں۔

شری رتن لال کوٹیچہ - اسی طرح کڑے ہر جو کنٹرول تھا اوس کو برخواست کر دیا گیا ہے۔ لیانڈ ریفارمس کے سلسلہ میں جو کام ہوا ہے اوس کو تو آپ دیکھنا ہی نہیں چاہتے لیکن میں کہوں گا کہ حیدر آباد میں جو لینڈ ریفارمس ہوئے ہیں وہ ہندوستان کے اتھاس میں پہلے لینڈ ریفارمس ہیں۔ لیکن اب کو تو کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ آپ تو اس کو سمجھتے ہی نہیں حیدر آباد کے لینڈ ریفارمس کے بارے میں جب یہ آپ کے سامنے آئینگے اور اب ان پر سوچینگے تو آپ کو یہ کہنا پڑیگا کہ حیدر آباد گورنمنٹ نے ٹھیک کیا ہے حکومت کے ان کاموں پر مبارکباد دینا چاہئے لیکن اب اعتراض کرتے ہیں۔ آپ کو یہ کام نظر نہیں آتے۔

آگے چلئے لیبر کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔ لیبر کا سوال صرف حیدر آباد گورنمنٹ کا نہیں ہے بلکہ یہ آل انڈیا لیبرس کا سوال ہے۔ لیبرس کی بھلائی گیلئے بھی ہزاری حکومت نے بہت کوشش کی ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ کہیں اسٹرائیکس (Strikes) نہیں ہوئے۔ اس بارے میں ہمارے پہلے کے منسٹر صاحب نے بہت کوشش کی ہے۔ وہ قابل مبارکباد ہیں۔ میں انکو مبارکباد دینا ہوں کہ انہوں نے بہت کچھ کوشش کی ہے۔

اسکے بعد ایجوکیشن کے بارے میں میں کہوں گا کہ اس ایک سال میں ایجوکیشن کے سلسلہ میں بہت کچھ کام ہوا ہے لیکن سارے کا سارا کام تو ایک سال میں نہیں ہو سکتا یہ ایک اسٹپ (Step) ہے آگے چاکر دوسرے اسٹپ اٹھائے جاسکتے ہیں۔ راج پر مکھ کا جو بھاشن ہے اس میں پالیسی کا تذکرہ ہے اور ان تمام چیزوں کا تذکرہ ہے جو اس سال ہوئے والی ہیں۔

حیدر آباد اسٹیٹ بینک اس سال رزرو بینک کی شاخ کی حیثیت سے کام کریگا اس سے عوام کو فائدہ ہوگا۔ رزرو بینک کے ری سرسز (Resources) بہت کافی ہیں۔ جب یہ رزرو بینک کی شاخ ہو جائیگی تو ہمارے کریڈٹ فسی نیٹوز (Credit facilities) بہت بڑھ جائینگے۔ کاشتکاروں کی جو تکالیف ہیں وہ بھی دور ہونگی۔

عثمانیہ کونسی کی تبدیلی سے بھی بہت فائدہ ہوگا۔ یہ ساری چیزیں بتاتی ہیں کہ صرف ایک سال میں ہماری منسٹری نے کافی کام کیا ہے اور آئندہ بھی امید ہے کہ بہت کچھ کریگی۔ بات یہ ہے کہ ہم سب لوگ نئے ہیں۔ منسٹری نئی ہے۔ خود ہم بھی لبرلسٹیو اسمبلی کے ممبرس نئے ہیں اس لحاظ سے جو کچھ کہا گیا ہے وہ قابلِ تعریف ہے اور لائقِ مبارکباد ہے۔ اننا کہتے ہوئے میں اپنا بھانسن ختم کرنا ہوں۔

శ్రీ కె. యల్. నరసింహారావు—(ఇథ్లేందు):

స్పీకర్, సర్,

ఈ రాజప్రముఖ్ ఉపన్యాసమీద దొదోపు ఇప్పటివరకు జనరల్ డిస్కషన్ (General discussion) మాత్రమే జరుగుతున్నట్లు కనబడుతోంది. అమెండు మెంట్సు (Amendments) ప్రవేశపెట్టబడిన తరువాత కూడా జనరల్ డిస్కషన్ (General discussion) జరుగు తోంది. అయితే ఎప్పుడైతే రాజ ప్రముఖ్ ఉపన్యాసాన్ని ప్రభుత్వ పాలసీగా మేము తీసుకొని దానికి సవరణలు ప్రతిపాదించి వాటిమీద ఉపన్యాసాలు చేయ వూను కొన్నామో, అప్పుడు మా పక్షంవారు చేసిన ఉపన్యాసాలను విమర్శిస్తూ ప్రభుత్వ పక్షంవారు మాట్లాడటం మొదలు పెట్టారు.

క్రితం సంవత్సరం రాజ ప్రముఖ్ ఉపన్యాసం మీద మాట్లాడినప్పుడు ప్రభుత్వ పక్షంవారు దానిని సమర్థిస్తూ

“ మమ్ములను భారత రాజ్యాంగ చట్టము ‘ రాజప్రముఖ్ ’ పదవిని గురించి నిర్బంధిస్తోందని ఈ విషయంలో ఏమి చేయాలో తోచుట తోదని, ఏమయినప్పటికీ భారత రాజ్యాంగ చట్టానికి కట్టుబడి ఉండాలి కదా ” అన్నారు.

మళ్ళీ ఈ సంవత్సరం, దానికి ప్రత్యుత్తరం ఇవ్వవలసిన వచ్చినప్పుడు ప్రభుత్వపక్షంవారు ఏమంటున్నారంటే ప్రజల వత్తిడికి తాళలేక ఉస్మాన్ అలీఖాన్ మనవద్దకు వచ్చి ఉంటున్నారు. వచ్చే సంవత్సరం ఇంకేమైనా కారణం చెబుతారు. అప్పుడు “ ప్రజలే కావాలన్నారు కాబట్టి వచ్చాడు ” అంటారు.

అయితే ఇప్పుడు దీనిమీద విమర్శలను సమర్థించు కొనుటకు వీలు లేక ఆ విమర్శలనుండి తప్పించు కొనుటకు గాను రాజకీయ షకాలమీద నిందలు మోపుతున్నారు. ముఖ్యంగా హైదరాబాదు సంస్థానంలోని కమ్యూనిస్టు పార్టీమీద ఈ నిందలన్నింటినీ మోపుతున్న విషయం అందరికీ స్పష్టంగా తెలుసు. పెనుకటి హైదరాబాదు ప్రభుత్వపు నిరంకుశ పరిపాలనకు విరుద్ధంగా సోరంటం సల్పి తాము ఈ షకాలకు గురియైన కాలంలో కమ్యూనిస్టు పార్టీవారు కలికానికైనా కన్నీచతోదని ప్రభుత్వ పక్షసభ్యులు వాదిస్తున్నారు. ఇదంత హాస్యాస్పదమో చూడండి. శ్రీ. శే. వల్లభాయపటేల్ గారు సైనిక చర్యకంటే కొద్దీకాలం ముందు హైదరాబాదు సంస్థానంలో కమ్యూనిస్టుపార్టీ ఉద్యమాన్ని గురించి చెల్లడిస్తూ ఒక ప్రకటన చేశారు. దానిని చూస్తే మనకు ఊర్ధ్వ పడకుండు.

[Shri Srinivasrao Ramrao Ekhelikar in the Chair]

ఆవాడు హైదరాబాదు సంస్థానంలో కమ్యూనిస్టులు, తెలంగాణా రైతాంగ యోధులు నిజాం నిరంకుశ హరిపాలనకు విరుద్ధంగా జరిపిన పోరాట ఘట్టాలు మరపు రానివి. ఈ విషయం భారత ప్రజలందరికీ తెలుసు. గాని ఇప్పుడు ప్రభుత్వ పక్ష సభ్యులు ఇక్కడ కల్లీబొల్లి కల్పిత కబుర్లతో బుకాయించి తమ వాదనను సెగ్గించుకొన ప్రయత్నిస్తున్నారు. గాని చరిత్రను రూపు మాపుట ఎవరికీ సాధ్యము కాదు. చరిత్రను మరుగుపరచ ప్రయత్నించినవారంతా మరుగున పడపోయినా రనునదీ ప్రభుత్వపక్ష సభ్యులు గుర్తించడం ఔషకరం.

రాజ ప్రముఖ్ యొక్క ఉపన్యాసంలో ప్రభుత్వ పాలనీని సూచించ వలసిన అవసరం కూడా ఉండేది. మన భారత దేశంలో గానివ్వండి — అంతర్జాతీయంగా కానివ్వండి — ఈ మధ్య అనేక తీవ్ర మార్పులు సంభవించినవి. ఆ మార్పుల ప్రభావం తదేతర ప్రపంచ ప్రజలతోబాటు భారత ప్రజానీకంమీద కూడా పడనున్నదే. ఈ దుష్ట పరిణామాల కారు మేఘాలు క్రమస్థానాన్ని ప్రపంచ వాతావరణం విషపూరితమై పోతున్నదే. ఇవ్వేమీ తమకు నిమిత్తం తేనట్లుగా ఈ ఉపన్యాసంలో మూకీ భావం వహించడం, ప్రపంచ మార్పుల విషయంలో పల్లెత్తుమాటైనా చెప్పకపోవడం విచారకరం.

గత సంవత్సర కాలంలో ప్రజలు అనేక కష్ట నష్టాలకు లోనైనారు. దీనిలో వారి కళ్ళనీళ్ళు తుడపడానికి ప్రభుత్వంవారు ప్రయత్నించారేగాని సంవత్సరం పొడుగునా తాము చేసిన అన్యాయాలు, అక్రమాలు ప్రజల ముందుకు తీసుకు రాలేదు. వాటికి తృమాషణ చెప్పకోలేదు. కనీసం తాము చేసిన పాపాట్ల ఇకముందు సవరించుకొంటామని చెప్పడమైనా జరుగ లేదు. కాగా తామేవో ఘన కార్యాల చేశామని దేశానికి, ప్రజానికానికి మేలు చేశామని బుజువు చేసుకోడానికి ప్రయత్నిస్తున్నారు. పైగా రాజ ప్రముఖ్ ఉపన్యాసాన్ని పొగడుతూ ఒక మోషన్ (Motion) తెచ్చారు. దానికి దాదాపు ౨౬, ౨౭ సవరణలు ప్రవేశ పెట్టబడ్డాయి. మనం గనక చూచినట్లు యితే ఈ సంవత్సరం పొడుగునా హైదరాబాదు సంస్థానంలో జరిగిన తీవ్ర మార్పులు ఎన్నో ఉన్నాయి. వాటిని గురించి రాజ ప్రముఖ్ ఉపన్యాసంలో చర్చించుట జరుగ లేదు.

హైదరాబాదు సంస్థానంలో భూ సంస్కరణలు తెస్తామన్నారు. దున్నేవానికే భూమి కట్టబెడతామన్నారు. ఈ విధంగా శాసన సభలో మామందు పదే పదే చెప్పటయే గాక బయట ప్రజానీకానికి ప్రభుత్వ మంత్రులు ఎన్నో వాగ్దానాలు చేశారు. గాని మనము చూస్తున్న దేమిటి? టెనెన్సీ కమిషన్ (Tenancy Commission) వల్ల కౌలుదార్లు బేధాలు కాకుండా జరుప బడుతుందని బుకాయించారు. గాని గ్రామాల్లోకి పోయి కౌలుదార్ల పరిస్థితిని చూచి నట్లయితే మనకు స్పష్టంగా బోధపడేదేమంటే టెనెన్సీ కమిషన్ (Tenancy Commission) భూస్వాముల కమిషన్ గా తయారై కౌలుదార్లను భూముల నుంచి తొలగించుటకు ఉపయోగ పడుతున్నాయి. టెనెంటు కబ్జాలో భూముల నుంచుట, భూస్వాముల అన్యాయాలను రూపు మాపుట జరుగుట లేదు.

తానానీ భూముల విషయం చూచినట్లయితే వాటిని రైతాంగం యొక్క కుటుంబ పోషణ కీర్చినట్లు చెప్పారు. గాని ఈ భూములను ఎవరికిచ్చారు? ఎటువంటి భూముల నిచ్చారు?

రాజప్రముఖ్ ఉపన్యాసంలో పెనుకబడ్డ జాతులకు నిర్ణీత ఫ్లాను ప్రకారం ఏమీ చర్చ జరగ లేదు. ఏమీ ప్రయత్నాలు చేయటంకు సాహసించ లేదు. ప్రయత్నం చేస్తే బాగుంటుందని నా అమెండుమెంటు (Amendment). అయితే “మేము కూడా చేస్తున్నాము. పెనుకబడ్డ జాతుల కొరకు (Social Service Department) ఏర్పాటు చేశాము. కొండ జాతులను, హరిజనులను బాగు చేయడానికి కొంత డబ్బు ఇచ్చాము. వారిని అభివృద్ధి చేస్తున్నాము.” అంటున్నారు.

వారిని ఏ విధంగా అభివృద్ధి చేస్తున్నారో నేను చెబుతాను. కొండజాతికి, పెనుకబడ్డ జాతికి తావనీ భూములు ఇస్తున్నా మంటారు. కొండజాతుల కేసుల విషయంలో సోషల్ సర్వీసు డిపార్టుమెంటు - (Social Service Department) కు సర్వాధికారా లివ్వబడినవి. ఇల్లెందు తాలూకాలో చూచినట్లుగానే సోషల్ సర్వీసు డిపార్టుమెంటు (Social Service Department) కొండ జాతులకు ఏ విధంగా నేవ చేస్తున్నది తెలుస్తుంది. రైతులను రీహాబిలిటేషన్ స్కీము - (Rehabilitation scheme) క్రింద, మూడు సంవత్సరాలు ఒక చోట నిర్బంధించారు. ఆ రోజులలో కోయ జాతి ప్రజలు బీడు పెట్టిన కొలు భూముల మునాఫాలకు గాను సోషల్ సర్వీస్ డిపార్టుమెంటు - (Social Service Department) వారు భూస్వాముల కనుకూలంగా కోయ రైతులకు వ్యతిరేకం డిక్రీ లిస్తున్నారు. వాళ్ళ ఆస్తి పాస్తులను నిర్బంధంగా అమ్మించి భూస్వాములకు మునాఫాలు వసూలు చేసి పెట్టి వారి పొట్టలు నింపు తున్నారు.

ఇక వాళ్ళకు మంచి నీటి బావుల విషయం చూస్తే మా ఇల్లెందు తాలూకాలో గుండాల హల్లు ఉంది. ఆ హల్లులో ప్రజానీకంలో నిమిత్తం లేకుండా నట్టనడాని అడవిలో రు. ౫,౫౦౦ ఖర్చు పెట్టి ఒక బావి త్రవ్విస్తున్నారు. అసలు విషయమేమంటే లోగడ అక్కడ మిలిటరీ క్యాంపు (Military Camp) పెట్టినప్పుడు వాళ్ళక బొంద త్రవ్వారు. దాన్ని ఆధారం చేసుకొని రు. ౫,౫౦౦ తగల బెస్తున్నారు. అక్కడ నుంచి నీరు త్రచ్చుకొనుటకు వీలు లేదు కావున ప్రజానీకం “అదీ మాకు ఏమాత్రం ఉపయోగపడదు కావున వద్దని” మొత్తుకున్నారు దానికి మారుగా పింగతారు. ౪,౫౦౦ కలిపి మొత్తం పదివేల రూపాయలు ఇచ్చినట్లయితే అక్కడ ఉండే వాగుకు అడ్డకట్ట కట్టుకొని ౧,౨౦౦ ఎకరాల భూమిని సాగు చేసుకొంటామన్నార. గాని వారిమాట వినలేదు.

ఈ పరిస్థితులతో ప్రభుత్వం ఎక్కువ కాలం నిలబోలేదు. ప్రజలయొక్క కోరికలను తీర్చే లేదు. ప్రజలకు వాగ్దానాలు చేసిన ప్రకారం సోకర్లముఖ కలుగజేయనిచో విముక్తులను క్రియకు దింపుతారు. ప్రజలకు ద్రోహం చేస్తే మీరు ఈ సిట్టలో కూర్చోలేరు. కాబట్టి ప్రజలను బాగు పరచడానికి ప్రయత్నించ వలసినదని కోరుతున్నాను.

श्री विशवासराव खाटील--(परतोल) : स्पीकर सर, मेरा जो अमेंडमेंट है उसका मतलब यह है कि मैं वादे में जो फॉर्मिड औरियाज है वहां की हालत काबू में लाने के लिये जिस कि राजप्रमुख

के अँड्रेस र बताया गया है कि ११ लाख ५० हजार रुपया फॅमिन वर्क्स के लिये और ३ लाख रुपया तगाबी केमेलिये मजूर किया गया है वह बहुतही कम है।

आप अगर मुझे मराठी मे बोलने की अिजाजत देगे तो मुझे आसानी होगी ?

मिस्टर स्पीकर :—आप मराठी मे बोल सकते हैं।

श्री. विश्वासराव पाटील :—अेकाद्या भुकेने व्याकुळ झालेल्या माणप्सास घासभर अन्न द्यावे किंवा अेकाद्या आगीने भडकलेल्या घरास ताब्याभर पाण्याने विस्त्रवण्याचा प्रयत्न करावा तसाच प्रयत्न आज दुष्काळी भागांत सापडलेल्या लोकाकरिता सरकार करीत आहे. या दुष्काळी भागा-बदल गव्हर्नमेंटला खरोखर काही जाणिव नाही असे मोठया दुःखाने म्हणावे लागते कारण असे की या भागांत पाळुस पडला नाही. विशेषतः अुस्मानाबाद जिल्हा आणि बीड जिल्ह्याचे कांही तालुके या भागांत प्रामुख्याने हा दुष्काळ जाणवतो आहे. त्या भागातील आजची परिस्थिती अत्यंत वाजीट आहे. काम नाही, म्हणून लोकांच्या जवळ पैसा नाही आणि पैसा नाही म्हणून लोकांच्या जवळ खायला प्यायला नाही. अितकी हलाखीची परिस्थिती झाली असतांना सुद्धा त्या भागांत कांहींच हालचाल सरकारतर्फे चालू झाली नाही. मी स्वतः त्या भागात फिरलो तेव्हा मला दिसून आले की सरकारने जी तुटपुंजी अुपाय योजना केली ती अपुरी आहे असे मोठया दुःखाने म्हणने भाग पडते. लोकांना खायला नाही, त्यांच्या गाडी बैलांना प्यायला पाणी व चारा नाही, चाऱ्या पाण्या शिवाय जनावरें अुपाशी मरत आहेत पाळुस वेळेवर न आल्यामुळे सर्व पिकें बुडाली, अशी परिस्थिती असताना सरकारने ४,६ फेअर प्राइस शॉप्स (Fair Price Shops) अुघडावे १०,५ हजार रुपये तगाबी वाटावी आणि १५, २० गावांचा सारा तहकुब ठेवावा ही किती अपूरी व्यवस्था आहे बरे? त्या भागांत फिरणाऱ्या माणसाला त्या भागाची किंव आल्या शिवाय राहत नाही आपल्या सभागृहाचे हि कांहीं सन्माननीय सभासद त्या भागांत फिरून आले आहेत त्यांना तेथील परिस्थितीची चांगली कल्पना आली असेलच. तेथें लोक ९-१० महिन्यापासून काम मागतात पण त्यांना काम मिळत नाही आणि कित्येक ठिकाणी ३, ४ आणे मजुरीवर काम करावे लागते. कूलेक्टरला भेटून सांगावे तर ते म्हणतात, काय सांगावे विश्वासराव तुम्ही म्हणता तशी सला गंभीर परिस्थिती दिसत नाही या वरून असे दिसून येते की त्या भागांतील कलेक्टर परिस्थिती विषयी किती निष्काळजी आहेत. ही खरोखर दुःखाची गोष्ट आहे. त्या भागांतील लोक आपल्या पोराबाळासहित जेथ काम मिळेल तेथें जातात आणि काम करतात. शेतात काम करतांना स्त्रिया पाहिल्या म्हणजे त्या आपली लाहन मुलें पाठशी बांधून काम करतांना दिसतात. तेव्हां अशी परिस्थिती निर्माण झाली असताना सुद्धा गव्हर्नमेंट कांही करत नाही. ह्या भागांसाठी ११ लाख ७५ हजार रुपये मंजूर केले ते फारच अपूरे आहेत. अुस्मानाबाद, परंडा, भूम, कळंब या ४ तालुक्यांत परिस्थिती अशी आहे की या भागांत १०-५ हजार रुपये तगाबी वाटून आणि अेक दोन ठिकाणी फेअर प्राइस शॉप्स (Fair Price Shops) सुरू करून ही परिस्थिती आटोक्यात येणे अशक्य आहे. बीडजिल्ह्या-तील २,४ तालुक्यांत सुद्धा ही दुष्काळी परिस्थिती अत्यंत तीव्रतेने जाणवत आहे आणि तेथील जनता दुःखी आहे. या परिस्थितीच्या मानानें सरकारने केलेली अुपाययोजना पहिली म्हणजे असे दिसून येते की सरकारने याला फारच कमी महत्त्व दिले आहे. वास्तविक पाहाता ही गोष्ट फार महत्वाची

आहे या भागांतील जनता दुःखी कष्टी झाली आहे, कुटुंबव्यवस्था अडवस्त होऊ वाहात आहे. म्हणून त्या भागात अपाय योजना होणे आवश्यक आहे. अंबडचे नव्हे तर त्या ठिकाणी जी दुष्काळी कामे सुरू करण्यासंबंधी सरकारने मान्यता दिली आहे ती देखील अद्याप चालू झाले नाहीत. खरीप सारा माफीबद्दल कलेक्टरला भेटलो तेव्हां कलेक्टर म्हणाले की आम्ही ज्याच्या कडून शक्य होईल त्याच्या कडूनच सारा वसूल करू" पण वास्तविक पाहता कलेक्टरचे आश्वासन निकामी ठरले. कारण कलेक्टरने जरी असे ठरवले तरी खालचे लोक संपूर्ण सारा वसूल करण्याचा प्रयत्न करतात कारण त्याचे भवितव्य साऱ्याच्या वसूलीवरच अवलंबून असते. सारा वसूलीच्या अभावी पाटील कुलकर्णी यांचे स्केल व गिरदावरांचे पगार वगैरे तहकूब होतात म्हणून मला असे सांगावयाचे आहे की याच पद्धतीने सरकारने हा प्रश्न सोडविण्याचा प्रयत्न केला तर ही अवश्यक्य कोटीतील गोष्ट होईल. मोठ्या प्रमाणावर काम निवणे आवश्यक आहे.

जनावरांच्या बाबतीत सुद्धा मोठी चिंताजनक परिस्थिती आहे. जनावरांना खाऊ घालावयाला चारा नाही, लोक त्यांना लिंबाचा किंवा दुसरा कशाचा तरी पाला खाऊ घालून त्यांना जगवण्याचा निष्फळ प्रयत्न करीत आहेत. अंका गावांत या बाबतीत फारच दुःखाची गोष्ट घडली आहे. अंक मुलगा जनावरासाठी पाला तोडता तोडता लिंबाच्या झाडावरून पडला आणि जखमी झाला.

कलेक्टरकडे जेव्हां मी दुष्काळी भागाबद्दल सांगावयास गेलो तेव्हा ते म्हणाले की या भागांत भूक बळी थोडेच पडत आहेत? सरकार सांगते की आम्हाला या गोष्टीची कल्पना आहे, पण कल्पना असूनही परिस्थितीकडे दुर्लक्ष करणे ही लोकशाहीला शोभण्यासारखी गोष्ट नाही. तेव्हां सरकारी ऑफीसरांनी निष्काळजीपणा सोडून या बाबतीत तातडीने लक्ष घालणे आवश्यक आहे. ऑफीसरांच्या निष्काळजीपणाचे अंदाहरण देतो. रबी पिकांच्या पाहणीची वेळ येते तरी खरीप पिकांची पाहणीच पूर्ण होत नाही आणि कोणी जाऊन सांगितल्याशिवाय त्यांना जाग येत नाही. तरी बरिष्ठ अधिकाऱ्यांनी या बाबतीत ताबडतोब लक्ष घालणे आवश्यक आहे.

लांचलुचपती बद्दल मला असे सांगावयाचे आहे की या कडे सरकारचे लक्ष नसल्या सारखेच आहे. या बद्दल अधिकाऱ्यांना सांगावयाला जावे तर तेच आम्हाला असे आव्हान देतात की 'तुम्ही आम्हाला केसेस पकडून द्या आम्ही ताबडतोब अपाययोजना करू भूमिच्या पेशकाराने रामोश्याच्या पगारांतून दोन दोन रुपये कापून घेतले. पाटील कुलकर्णी लांच घेतात त्या बद्दल मी त्यांना दोषी ठरवीत नाहीं. कारण आम्ही त्यांना कांही ठिकाणी फक्त २५ ते ३० रुपयांचे स्केल देतो त्यांत त्यांना आपले कसे भागवावे? त्यांना गव्हर्नमेंट अप्रत्यक्षपणे हेच नाही का सांगत की, तुम्ही लांच-लुचपत करा? हा जो पाटील पटवाऱ्यांचा वर्ग आहे तो फार पूर्वीचा आहे. त्यांचे लागेबांधे खाल पासून वर पर्यंत असतात आणि त्यांच्या विरुद्ध तक्रार केली तरी त्याचा कांही उपयोग होत नाही मी माझ्या कॉन्स्टिट्युएन्सी (Constituency) मधून चार पांच केसेस कलेक्टरांच्या कडे दिल्या पण त्यावर अजून कांही अपाययोजना झाली नाही.

काल अंका सन्माननीय सभासदांनी सांगितले की टेनन्सी बिल (Tenancy Bill) आले हे अंका दृष्टीने आपण पुढे पाऊल टाकले पण मला असे सांगावयाचे आहे की या टेनन्सी बिलामुळे कांही फायदा न होता अलट लांचलुचपत वाढेल. विशेषतः माल खाते आणि पोलीस खाते यांत फार मोठ्या प्रमाणावर लांचलुचपत होईल.

अकदा आम्ही कुळकायद्याच्या चार पांच कैसेस बदल चौकशी करण्यासाठी कलेक्टर आणि डी. अस्. पी. कडे अर्ज दिला होता पण अजून त्या बाबत काहीं हि झाले नाही. सर्वत्रच रूखतखोरी बोकाळली आहे. काहीजण म्हणतात की रूखत देखूच नये म्हणजे रूखतखोरी थांबेल. जनतेने तरी काय करावे? लोकाचे काम अडलेले असते. म्हणतातना की “अडला नारायण गाढवाचे पाय धरी” मग तुम्ही रूखत देता म्हणून अधिकारी घेतात या म्हणण्यात काय अर्थ राहतो .

लोक अडचणीमुळे कशी रूढत देतात त्याचे अंक जुदाहरण मी आपल्या पुढे मांडतो. समजा माझ्या ५० आंब्याच्या करंड्या पाठवावयाच्या आहेत. जर त्या लौकर पाठवल्या गेल्या नाहीत तर त्यांतील आंबे खराब होण्याचा बराच सभव असतो. बुकिंग क्लार्क निरनिराळ्या सबबी सांगून त्या करंड्या लौकर पाठवीत नाही. अजुन हा की कांहीं तरी लांच मिळावी. अशा परिस्थितीत जनता लांच देणार नाही तर काय करील? तेव्हा सरकारने ताबडतोब लांचलुचपत बंद करण्यासाठी योजना हाती घेणे आवश्यक आहे.

मी सांगितल्याप्रमाणे दुष्काळी भागांत ताबडतोब अुपाययोजना, रूढवत्क्षोरीचा नायनाट या दोन गोष्टी सरकारने निःपक्षपाती पणाने आणि प्रामाणिक पणे हंद्रावाद राज्यांतून आणि विशेषतः मराठवाडयांतून घालवण्याचा प्रयत्न केला पाहिजे. अवेढे बोलून मी आपली रजा घेतो.

శ్రీ పూక నాగయ్య—(ఇట్లేందు):

అధ్యక్షా,

రాజప్రముఖ డావన్యసముల మా తాలూకాలో ఉన్న హరిజనుల లంఖాడీల మొదలైన చిన్న జాతులను పైకి తీవ్రదానికి ఏమాత్రం ఏర్పాటు చేయలేదు. పాల్వంచ, ఇల్లందు తాలూకాలోని లంఖాడీల గాని, హరిజనుల గాని భూములు తేలివారు గవర్నమెంటు వారికి భూముల కోసం దరఖాస్తు ఇచ్చారు. దాన్ని గురించి గవర్నమెంటు మంజూరు ఇవ్వాలని కలెక్టరును తహశీల్ దారును అడిగితే వారు ఏమీ చేయలేదు. తావని భూములు ఏదోదల ఎకరాలన్నాయి. మా తాలూకాలోని ఏడు గ్రామాల్లోని రైతులు భూమి తేలివారు దానికి దరఖాస్తులు ఇచ్చారు. వీళ్ళందరూ రెండు నెలల క్రిందటనే దరఖాస్తులు చేశారు. ఇంతవరకు మంజూరు కాలేదని తహశీల్దారు, కలెక్టరుగారు చెబుతున్నారు. ప్రభుత్వంవారు భూములను గురించి ఐదు అల్లెల రుణాయలు మంజూరు చేశారు. ఎద్దులు తేలి వాళ్ళకు ఎద్దులు కానుకగా ఉండేలా ఉబ్బు ఇస్తారని చెప్తారు. కాని పాల్వంచ తాలూకాలో గాని, ఇల్లందు తాలూకాలో గాని ఎవరికి ఉబ్బు మంజూరు ఇచ్చినట్లు కనుపించడం లేదు. వర్షాకాలం దగ్గరకు వచ్చింది. నెల రోజులు మాత్రమే ఉన్నది. సోషల్ సర్వీసువారు ఉబ్బు వస్తుందని చెప్పారు. కాని ఉబ్బు రాలేదు. ఉబ్బు కోసం నాలుగు వందలు ఐదు వందలు దరఖాస్తులు ఇచ్చారు. దరఖాస్తుల్లో ఒక్కొక్కడు ఒక జత ఎద్దులు అయినా కోనుక్కోడానికి ఉబ్బు ఇవ్వని దరఖాస్తులు ఇచ్చారు. సోషల్ సర్వీసువారు ఇల్లందుల తాలూకాలో ఉబ్బు ఇవ్వడానికి ఆర్డరులు రాలేదని చెబుతున్నారు. మంత్రులుగాని కలెక్టరుగాని పొటార్లమీద పోయే రోడ్లమీద వెంబడి బావులు తీర్చడానికి ప్రయత్నం చేశారు. ఎక్కడో నాలుగు ఐదు మైళ్ళ దూరంలో ఉన్న గుట్టల్లో బావులు తీశారు. నాలుగైదు మైళ్ళదూరం

ہماری گولڈن جوبلی کے سلسلے میں، جس میں ہم نے اپنا سب سے بہتر کام پیش کیا ہے، اس کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ، میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ، میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔

ہماری گولڈن جوبلی کے سلسلے میں، جس میں ہم نے اپنا سب سے بہتر کام پیش کیا ہے، اس کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ، میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ، میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔

ہماری گولڈن جوبلی کے سلسلے میں، جس میں ہم نے اپنا سب سے بہتر کام پیش کیا ہے، اس کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ، میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ، میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔

شری سری ہری (کنوٹ) : مسٹر اسپیکر سر۔ جس میں میں نے اپنا سب سے بہتر کام پیش کیا ہے، اس کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ، میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ، میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔

اس کے علاوہ، میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ، میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ، میں نے کہا تھا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس سے ہمیں اپنا سب سے بہتر کام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔

اگر ہم اس اڈریس کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ واقعی طور پر ہماری حکومت ہر شعبہ میں کام کرنا چاہتی ہے۔ اس اڈریس میں سب سے پہلے لینڈ ریفارمز (Land Reforms) کے سلسلے میں بتایا گیا ہے گورنمنٹ کا یہ اقدام واقعی طور پر بے نظیر ہے۔ لینڈ ریفارمز میں امینڈمنٹ بیس کر کے حکومت نے بتایا ہے کہ وہ آگے کی جانب قدم بڑھانا چاہتی ہے۔ اس کے ذریعہ اراضی کی ایک حد مقرر کی جا رہی ہے یہ ایسا بڑا اقدام ہے کہ کسی نے آج تک نہیں کیا۔ یہ اقدام اس لئے نہایت ضروری ہے کہ آج جاگیرداری ختم ہو چکی ہے۔ جاگیرداری کے خاتمہ کے بعد زمینداری کا مسئلہ سامنے آکھڑا رہا ہے۔ زمین کا مسئلہ اس وقت تک حل نہیں ہو سکا جب تک کہ ہم زمینداری کی بھی کڑی حد مقرر نہ کرے۔ چنانچہ ان لینڈ ریفارمز میں یہ اس طے کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اراضیات کا انتظام کس طرح کا ہوگا اور کیا حد رہے گی۔

ساتھ ہی ساتھ اڈریس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گذشتہ سال گورنمنٹ آف حیدرآباد نے اسیشنل لاؤٹی کا قانون نافذ کیا۔ ان رولز کے تحت کئی اراضیات کا اٹھ ایسے لوگوں کے نام کیا گیا جن کے پاس واقعی طور پر اراضیات نہیں تھیں اور انہیں ہٹہ دار بنادیا گیا۔

اس اڈریس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہماری ریاست میں کتنے محفوظ لگاندار ہیں۔ ایک قانون دان جان سکتا ہے کہ محفوظ لگاندار کو کیا کیا حقوق حاصل ہوئے ہیں۔

اڈریس میں اسکا بھی ذکر ہے کہ اناج پر اس سے پہلے جو پابندیاں عائد تھیں انہیں برخاست کر دیا گیا ہے۔ اناج پر سے پابندیاں برخاست کرنے سے عام جنتا کو جو سہولت ہوئی ہے اس سے اب سب لوگ واقف ہیں۔

لیبر کے سلسلے میں گذشتہ کئی مرتبہ باعنوانیوں کا ذکر اس رپورٹ میں کیا گیا تھا۔ ان باعنوانیوں کو دور کرنے میں ہماری گورنمنٹ کس طرح کامیاب رہی وہ ظاہر ہے۔ لیبر کی جو پابندی اس سے پہلے تھی وہ اب پوری طور پر اٹھادی گئی ہے۔ اسی طرح پارچہ پر بھی کسی قسم کی کوئی پابندی آج نہیں۔

حکومت آئندہ ترقی کی راہ پر جو قدم اٹھانا چاہتی ہے اس کے لئے ایک فائیو ایر پلان (Five Year Plan) بنایا گیا ہے۔ فائیو ایر پلان کے سلسلے میں میں جتنا بھی کہوں کم ہے۔ اس پانچ سالہ منصوبہ کی نسبت میں مختصراً یہ کہوں گا کہ یہ وہ پلان ہے جس کے ذریعہ ہماری غربت دور ہو جائیگی۔ ہم لوگ سلف سفیشینٹ (Self-sufficient) ہو جائیں گے۔ ہمارے مصائب دور ہو جائیں گے۔ اس فائیو ایر پلان میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہماری جنتا کا معیار زندگی اونچا کرنے اور ہماری جنتا کی معاشی و معاشرتی حالت سدھارنے کی تجویز ہے۔ گورنمنٹ اس پلان میں خاص طور پر دلچسپی لیکر اسکو کامیاب بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔

*Discussion on Motion for
presenting Address of
Thanks to the Rajpramukh*

5th March, 1953.

171

یہ وہ پالیسیز (Policies) ہیں جنکا اڈریس میں ذکر کیا گیا ہے
مجھے سمجھ میں نہیں آنا کہ ہمارے دوسروں کو وہ پالیسیز کیوں نظر نہیں آتیں۔ واقعی
یہ وہی پالیسیز ہیں جو ایک جمہوری حکومت کی ہونی چاہئیں۔

The House then adjourned till Two of the Clock on Friday the 6th
March, 1953.

